۱۱۱ .؟

وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ۔ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ (23-98)

فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءلُونَ۔ عَنِ الْمُجْرِمِينَ۔ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ۔ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۔ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ (40 سے 44-74)

(خلاصہ) اہل جنت لوگ مجرموں سے سوال کرینگے کہ کس چیز نے لایا تمہیں دوزخ میں؟ جواب میں کہینگے کہ ہم ان مصلین میں سے نہیں تھے جنکی صلوٰۃ کی معنیٰ سے مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑتا تھا، (ہم نے تو صلوٰۃ کا ترجمہ نماز کو بنایا تھا جس میں مساکین کو کھانا کھلانے کی کوئی بات ہی نہیں تھی)

قرآنی صلوٰۃ

☆

از قلم: عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

P.O ویلیج خیر محمد بوہیو، براستہ نوشہرو فیروز، سندھ

قیمت 40 روپیہ

مقدمہ

جناب قارئین! لفظ حمد کی نسبت پورے قرآن میں اللہ کی جانب پچاس ساٹھ بار استعمال ہوئی ہے، جسکا مفہوم یہ قرار پاتا ہے کہ اللہ کی حکومت اور حاکمیت کی کارکردگی اس پایہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے جو جب بھی کوئی اسپر غور کریگا تو بے اختیار اسکے ذہن اور زبان پر حمد باری تعالیٰ کے الفاظ آجائینگے۔

جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کا اسم گرامی رب تعالیٰ نے احمد بتایا ہے (61-6) اور محمد اللہ کی جانب سے اسکا لقب ہے جو کہ معنٰی کے لحاظ سے گویا کہ اللہ نے اپنے نبی کو سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ میرے اس نبی نے منشور قرآن کے مطابق نہایت بہتر حکومت قائم کرکے دکھائی ہے اور چلائی ہے، سو جناب خاتم الرسل کی کامیاب حکومت کا راز قرآن کے پختہ قوانین میں یقین رکھنا ہے لیکن یقین کے ساتھ ساتھ دوسرا راز قرآن حکیم کی اصطلاح "الصلوٰۃ" میں مضمر ہے، صلوٰۃ کی معنٰی لغوی لحاظ سے اتباع اور پیچھے چلنا ہے (32-31-75) اور اصطلاحی معنٰی ہے 'قرآن کی شکل میں دئے ہوئے نظام مملکت کی اتباع اور پیروی کرنا' جسکو آپ گڈ گورننس بھی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ کے رسول نے اپنے ساتھیوں کی معیت میں جو انقلاب لایا جسکی پہلی اسٹیج بین القومی تھی یعنی آنجناب نے خطہ حجاز سے مشرک جاگیردار غلام ساز سرداروں سے ٹکر کھائی اور مدینہ کے سرمایہ دار یہودیوں کی استحصال اور لوٹ کھسوٹ کی بیخ وبن اکھاڑ کر رکھدی، اس انقلاب کے بین القومی سنگ بنیاد اور اس کی تکمیل کے بعد جناب رسول کی وفات ہوجاتی ہے لیکن انکی جاری کردہ مشن کہ غلاموں کو آزاد کرایا جائے تاکہ مستقبل میں کوئی بنی بشر غلام نہ رہے (157-7) اور کوئی کسی کی محنت کا استحصال نہ کرے (20-15) (22-45) اسی مشن کی تکمیل دوسری 'بین الاقوامی' اسٹیج پر ہوتی ہے ، پھر یہ انقلاب پڑوس کی محکوم قوموں نے بھی اپنے ہاں امپورٹ کرایا جس سے قرآن کا فلسفہ

انقلاب عملی طور پر عالمگیر ہو کر عالمی اسٹیج پر پہنچ گیا۔ اس کتاب کی تعلیم میں جو اصطلاح صلوٰۃ، گڈ گورننس اور نظام مملکت کی صحیح صحیح ڈیوٹی سرانجام دینا۔ معنٰی رکھتی ہے، اس معنٰی ومفہوم پر عمل پیرا ہو کر جناب رسول کی انقلابی ٹیم نے ربع صدی میں وہ کام کرکے دکھایا جو آگے دوسری چوتھائی میں پینتیس لاکھ مربع کلومیٹروں پر یہ نظریہ حکمران بن گیا، پھر مفتوح بادشاہوں مفتوح جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کے نمائندوں نے مل بیٹھ کر فاتحین کی فتوحات کا اصل راز معلوم کرنے کیلئے اپنے دانشوروں سے تحقیقات کرائی کہ آخر کیا کرشمہ ہے جو یہ اونٹوں اور بھیڑوں کے چرواہے فاتح عالم بنگئے ہیں!!؟۔ انکی تحقیقاتی کمیٹیوں نے امت مسلمہ کو ملی ہوئی کتاب قرآن کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا تو اس کتاب میں معاشی برابری کا قانون (10-41) غلام سازی پر بندش کا قانون (67-8) (4-47) (7-39) عورت کی مرد کے ساتھ برابری کا قانون (228-2) (19-4) محنت کشوں کی لوٹ کھسوٹ پر بندش کا قانون (15-20) (22-45) پھر ان سب انقلابی تعلیمات میں جو اصطلاحیں مسجد، صبر، شکر، صوم، حج، صلوٰۃ، زکوٰۃ، اعتکاف، طواف، صفا، مروہ۔ ایسی اور کئی ساری اصطلاحوں کی معانی سے معاشروں کا وہ تابناک حال ومستقبل بن گیا جو، جو بھی کوئی محکوم قوم سنتی اور معلوم کرتی تو چیخ کر انقلابیوں کے پاس آتی کہ آؤ ہمارے ہاں بھی یہ نظام نافذ کرو ہم آپ کی مدد کرتے ہیں، سو شاہی دانشوروں نے اپنی رپورٹ میں قرآنی قوانین و اصطلاحات کی فلاسفی میں امت مسلمہ کی کامیابی کا راز کھول کھول کر انہیں سمجھایا، جسپر انکی درباروں میں، یعنی یہود مجوس ونصاریٰ کی شکست خوردہ قیادت نے اپنے دانشوروں کو خود انکے مشوروں سے یہ ڈیوٹی لگائی کہ جاؤ امامت کا خول پہنکر انکو ملے ہوئے قرآن کی انقلابی تعلیمات کی معناؤں کو بگاڑ کر مسخ کردو جو ایسی تحریف کردہ معناؤں سے قرآن کو پڑھنے والا انقلابات لانے کے لائق ہی نہ رہے۔

محترم قارئین! ایسی جملہ تحریفاتی تیروں پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے اسپر میں نے بھی تھوڑا بہت لکھا ہے، اب میں اس مضمون میں قرآن حکیم کی ایک عبقری اصطلاح 'الصلوٰۃ' میں امامی علوم کی تحریفات پر لکھ رہا ہوں جسکی اصلی معنیٰ ڈیوٹی پیروی اور گڈ گورننس ،کو ختم کر کے اسکی جگہ پر مجوسی آتش پرستوں کی آگ کے سامنے پڑھی جانے والی نماز کو اسکی معنیٰ میں لاکر اسلامائیز کیا گیا ہے، سو انکی اس علمی خیانت پر میں نے 'قرآنی صلوٰۃ' کے نام سے یہ مضمون لکھا ہے لیکن اس سے پیشتر ایک ضروری گذارش بھی کرتا چلوں کہ ان سامراجی دانشوروں نے قرآن حکیم کے اندر جو معنوی تحریفات کی ہیں اور قرآنی اصطلاحات کے مفاہیم کو بدلا ہے اس سے اپنی ان آمیزشوں کو انہوں نے علم حدیث کا نام دیکر ان کو اقوال رسول کے نام سے مشہور کیا ہے اور یہ بھی مشہور کیا ہے کہ یہ فرمودات رسول، قرآن کی تفصیل میں فرمائی گئی ہیں جبکہ انکا یہ کہنا سراسر جھوٹ ہے، اسلئے کہ اللہ نے تو اپنے رسول پر بندش لگائی ہوئی تھی کہ اگر کسی بھی مسئلہ میں قرآن کی وحی آپکو نہیں ملی تو قرآن کے مقابلہ میں آپ چپ رہیں اور اپنی طرف سے لوگوں کو حدیثیں سنانے کی عجلت نہ کرنا (20-114) لوگوں کو اگر حدیثوں کا شوق ہے تو سن لو! اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا (39-23) اللہ کی کتاب قرآن دنیا بھر کے لوگوں کی حدیثوں سے بہتر حدیثوں والی کتاب ہے۔ سو جب بہتر حدیثیں موجود ہوں تو ان سے دوسرے درجہ کی حدیثوں کی طرف جانے کی قرآن حکیم اجازت نہیں دے رہا۔ فرمان ہے کہ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ (45-6) یعنی اللہ کی آیات والی احادیث کو چھوڑ کر پھر کس حدیث کے اوپر ایمان لائینگے یہ لوگ، اللہ نے تو جناب رسول کو دینی معاملات میں واضح حکم دے رکھا ہے کہ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ (48-68) یعنی آپ صرف اللہ کے حکم پر جمے رہیں، جناب یونس علیہ السلام کی طرح نہ بننا کہ جو خیال اسے اپنی جی میں آیا کر کے دکھایا، اللہ کے وحی کا انتظار نہیں کیا اسلئے۔ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَى

إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (10-109) آپنے صرف وحی کی تابعداری کرنی ہے (بیچ میں کسی کو اپنی بات اور حدیث نہیں بتانی اتنے تک امور دینی میں چپ رہیں جو) حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (10-109) جتنے تک اللہ کا فیصلہ آئے جو وہ بہتر ہے سب حاکموں میں سے۔ اور وحی کی رہنمائی اللہ سے طلب کرنے کے لئے مطالبہ کیا کر کہ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (20-114)

قرآن حکیم میں تحریف کی ابتدا

یہ مضمون جیسے کہ قرآن حکیم کی نہایت اہم اصطلاح صلوٰۃ کے حوالہ سے ہے تو اسکی قرآنی تعبیرات سے ہی ہم اصلی لغوی اور اصطلاحی معانی پیش کرینگے۔ لیکن اس سے پہلے نہایت اختصار کے ساتھ قرآن حکیم میں لفظی اور معنوی تحریفات کی طرف بھی قارئین کی توجہ مبذول کرائینگے۔

قرائتوں کے بہانے سے تحریفات حرفی کے بارے میں قرآن کا پیشگی انتباہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (2-104) اس آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ نے مؤمنین کو جناب رسول کے حضور میں اسے راعنا کے لفظ سے پکارنے پر بندش لگادی ہے اسوجہ سے کہ دشمن لوگ زبان اور پڑھت کی موچ سے قرائت والا امالہ اور اشمام دے کر اسے راعینا کہہ ڈالینگے یعنی اے ہمارے چرواہے، اس سے جناب رسول کی بے ادبی اور اسپر تبرا ہو جائے گی، یعنی رب پاک نے اس آیت کریمہ کے حوالہ سے قرائت کی اصطلاح امالہ اور اشمام کو تحریف حرفی میں سے شمار کر دیا۔ قارئین کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ اس پندرہویں صدی میں سعودی حکومت نے امالہ والے حروف کو سیکڑوں سے زائد ہزاروں کی تعداد میں تحریفی طور پر زائد حروف قرآن حکیم میں ملاوٹ کر کے شامل کر دیئے ہیں جنکا یہ تحریف شدہ قرآنی نسخہ

انکے مجوسی امام 'ورش' کے نام سے انٹرنیٹ پر کنگ فہد کامپلیکس کی ویب سائیٹوں پر لایا گیا
ہے۔ جس میں امالہ کے علاوہ مزید حرفی ملاوٹیں بھی سیکڑوں تعداد میں موجود ہیں۔

لفظ صلوٰۃ کی اپنی اصلی اور لغوی معنٰی

فلا صدّق ولا صلّی ۔ ولکن کذّب وتولّی (31-32-75) اس
مقام پر لفظ صلیٰ کو تولیٰ کے مقابل لاکر اللہ پاک نے علم ادب اور فن بلاغت کے قائدہ
تقابل کی روشنی میں لایا ہے یعنی ایک لفظ جسکی معنٰی میں تنازع ہو، اسے معنوی لحاظ سے غیر
متنازع لفظ کے مقابل جب لایا جائیگا تو اسکی معنٰی از خود متعین ہو جائیگی، سو یہاں صلیٰ کی
معنٰی میں تنازع ہے کوئی کیا کہتا ہے کوئی کیا، تو مقابل لفظ تولیٰ کی متفق علیہ معنٰی ہے پیٹھ پھیر
کر چلے جانا، اس سے اب لفظ صلیٰ کی معنٰی تقابل کے حوالہ سے قرآن نے خود سمجھادی '
پیچھے پیچھے چلنا' سو قرآن حکیم چونکہ قیامت تک قائم ہونے والی انقلابی حکومتوں کا
منشور کتاب ہے اور جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام بھی اس کتاب کی طاقت سے حکمران بناکر
بھیجے گئے (4-105) تو اس کتاب کی تعلیمات سمجھانے کیلئے لازم ہوا کہ انقلابی انتظامی
معنویت کے لئے مطلوب الفاظوں کو اصطلاحات کی حیثیت دی جائے جس سے ایسے الفاظ کی
اصلی معنٰی کی مناسبت سے نظام حکومت چلانے کے مفاہیم ان الفاظ سے نکھرتے ہوں، اسلئے
جاننا چاہیے کہ قرآن حکیم کی عبقری اصطلاحات میں سے لفظ الصلوٰۃ بھی ایک اہم اصطلاحی
لفظ ہے جس کو انقلاب دشمن اساورہ شاہی کے امامی دانشوروں نے معنوی حساب سے مسخ
کرکے اسے اپنے دھرم کے مجوسی امام 'حکیم مانی' (ولادت 215 عیسوی) کی آگ کی پوجا
کیلئے ایجاد کردہ نماز میں بدل دیا۔ جبکہ صلوٰۃ کی اصطلاحی معنٰی یہ ہے کہ قرآن حکیم نے جو نظام
مملکت عطا کیا ہے سمجھایا ہے اس نظام کے پیچھے پیچھے چلنا، اسکی پیروی کرنا، اس نظام کا اتباع
کرنا۔ مجوسی مذہب والوں کی نماز جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی ولادت سے اندازاً ساڑھے
تین سو سال پہلے انکے ہاں پڑھی جاتی تھی، جس نماز کو مجوسی حدیث سازوں نے جھوٹی

حدیثیں بناکر ان میں جناب رسول اللہ کو معراج کا سفر کرایا اور سفر میں رب تعالیٰ سے ون ٹو
ون ملاقات کرائی جس میں پچاس نمازیں امت کی خاطر لے کر آئے جنہیں واپسی کے وقت
چھٹے یا پانچویں آسمان پر بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے پر ہمارے نبی
نے کنسیشن کرانے اور نمازوں کے تعداد میں کٹوتی کرانے کیلئے واپس اللہ کے حضور جاجاکر
پچاس سے پانچ بچائیں، عقلمند لوگ اچھی طرح سمجھتے ہونگے کہ معراج کی اس جڑتو کہانی سے
اللہ کی شان وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (4-57) اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی
ہوجاتی ہے، مجوسیوں کی نماز کو اسلامائیز کرنے کیلئے معراج کی یوٹوپیائی خلاف قرآن کہانی کو
مسلم امت کیلئے تیار کردہ ذخیرہ احادیث میں شامل کرنا نفسیاتی ضرورت اور رشوت میں سے
ہے۔

قرآن حکیم کی اصطلاح صلوٰۃ کا ترجمہ بگاڑنا یہ امامی علوم کا کرشمہ ہے، یہود مجوس و
نصاریٰ نے قرآن حکیم کو شکست دینے کا فلسفہ خود قرآن کی آیت (40-33) سے اخذ کیا
جس میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نبی محمد علیہ السلام کو نرینہ اولاد اسلئے نہیں
دی کہ مجھے اسے خاتم الانبیاء بنانا تھا، اگر میں اسے آل دیتا تو دشمنان قرآن کہیں نبوت کے
منصب کو میراث بناکر قرآن کا توڑ نکالنے کیلئے آل کی معنٰی کا غلط استعمال نہ کریں، اسکے
باوجود قرآن دشمن مافیا نے آل نامی نسل جو قانون فطرت کے مطابق بیٹوں اور پوتوں سے
چلتی ہے، اسمیں انہوں نے نبی کی طرف نواسے منسوب کرکے ان کے حوالوں سے آل کا
اسٹرکچر مشہور کردیا، جس سے میرٹ کا بھی قتل ہوا، پھر جو مجوسی امام حکیم مانی کی آگ کی
پرستش کیلئے فارسی مذہب کی نماز ایجاد کردہ تھی جسکو اسلامائیز کرنے کے بعد اسکے داخلی
رکن قعدہ میں فارسی زبان کی اصطلاح والا درود بر آل محمد پڑھنے کی حدیثیں بناڈالیں یہ ان
حدیث سازوں نے اپنی قرآن دشمن گینگ کو ایک طرح کا اشارہ دیا کہ اسلام کا اگر خانہ خراب
کرنا ہے تو اسمیں اسکا جو قانون ہے کہ نسلی اور خاندانی نسبتوں پر کسی کو برتری نہیں ملیگی اللہ

کے ہاں مرتبوں کے پانے کا میرٹ والا اصول إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (13-49) (2-124) ہے، اسے توڑنے کیلئے ہماری طرف سے مسلم امت کو دی ہوئی نماز میں درود بر آلِ محمد پڑھا کرو۔ پڑھے لکھے لوگ تو اپنے دانشوروں کی اس انڈیکیشن کو سمجھتے تھے کہ درود کی معنیٰ فارسی زبان میں "جڑ کاٹنی" ہے، یعنی اسلام کے فلسفہ میں فضیلت کی ناپ تول جو تقویٰ کے پیمانوں سے ہے اسے نسلی تقدسات میں کھینچ کر لایا جائے!! اس سے دین اسلام والے لوگ میرٹ کی بجاء خاندانی موروثی تقدسات میں پھنس کر اہلیت سے خود بخود محروم ہو جائینگے۔

دین میں بھائیچارہ اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ سے ہے۔ مروج نمازیں قرآنی صلوٰۃ نہیں ہیں۔

مشرکین کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ (9-11) یعنی اگر مشرک لوگ قائم کریں صلوٰۃ کو اتنی لیول پر جس سے رعیت کو سامان رزق عطا ہو سکے تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہو گئے۔ اس آیت کریمہ سے دینی اخوت کو اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ سے لازم ملزوم قرار دیا گیا ہے اور آیت کریمہ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ (42-13) میں فرمایا گیا ہے کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفریق نہ ڈالو، اب غور کیا جائے کہ قرآن کی نظر میں اقامت صلوٰۃ اور اقامت دین ایک چیز ہیں اور ان میں تفریق بھی نہیں کرنی تو مجوسیوں سے ملی ہوئی آگ کی پوجا والی نماز جسے مجوسی لوگ خود تو آج تک ایک طرح سے پڑھتے ہیں لیکن مسلم امت والوں کے پاس آنے کے بعد اس میں اتنے فرقے پیدا ہو گئے ہیں جو انکو انکی والی جدا جدا نمازیں پڑھنے سے پہچانا جاسکتا ہے، تو نمازوں کی فرقہ جاتی قسموں سے ثابت ہو گیا کہ یہ جدا جدا قسموں کی نمازیں پڑھنے والے متفرق لوگ اللہ کے دین والے لوگ نہیں ہیں، اسلئے کہ اللہ نے تو ایک قسم کا دین عطا کیا ہے۔

صلوٰۃ اور نماز میں فرق

اقامۃ صلوٰۃ کی رزلٹ اور نتیجہ پبلک اور عوام کے افراد کو سامان پرورش میسر کرنا ہے، اسلئے رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بارہ عدد مقامات میں اقیمو الصلوٰۃ کے ساتھ متصل واتوا الزکوٰۃ فرمایا ہے، یعنی ایسی صلوٰۃ قائم کرو جس سے ایتاء زکوٰۃ ہو جائے۔ رعیت کے اندر سامان پرورش کی فل سپلائی مکمل رسد کے اوپر غور کیا جائیگا تو حکومت کے کم سے کم وزارت خزانہ، وزارت ایگری کلچر، وزارت مواصلات اور وزارت خوراک (48-12) (12-55) کے محکمے اس میں آجاتے ہیں، اس سے اقیموا الصلوٰۃ کی معنیٰ "نظام مملکت کو قائم کرنا" ہی ثابت ہوتی ہے، جبکہ رائج الوقت نماز کا نہ نظام ریاست سے کوئی تعلق ہے، نہ ہی افراد رعیت تک سامان پرورش کی سپلائی سے اسکا کوئی تعلق ہے۔ افسوس یہ ہے کہ لوگ قرآن کو مرے ہوئے لوگوں کے ایصال ثواب کیلئے پڑھتے ہیں۔ اگر لوگ قرآن کو لوگوں کی ضروریات حیات کی مشکل کشائی کیلئے پڑھیں گے تو انکو وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (2-3) کی معنیٰ میں گورنمنٹ کے محکمہ خوراک اور وزارت خزانہ کی ذمہ داریاں بھی سمجھ میں آسکیں گی۔ اور قرآنی اصطلاح صلوٰۃ، جو نظام مملکت کی ڈیوٹیاں سرانجام دینے کیلئے مقرر فرمائی گئی ہے، اسکی معنیٰ بھی سمجھ میں آجائیگی۔

انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد

محترم قارئین! اللہ عزوجل نے جتنے بھی انبیاء کرام انسانی اقوام اور معاشروں میں بھیجے ہیں انکی بعثت کی غرض وغایت پر غور کرینگے تو وہ اپنے اپنے دور کے فرعونوں، قارونوں اور پاپائیت کے استحصال اور غلام سازی کے خلاف بھیجے گئے ہیں اور محکوموں کو غلامیوں سے آزاد کر کے انہیں اپنی کمائیوں کا مالک بنانے کیلئے آئے تھے (7-157) (15-20) نہ

صرف اتنا بلکہ انہیں ملے ہوئے علم وحی کے منشور سے انبیاء کرام اپنے اپنے علاقوں کے ملکوں کے حکمران بھی بنے ہیں(4-105) (12-97) (21-74) (6-89)۔

تاریخ سازوں کا دجل و فریب

اقوام عالم کی تاریخ کو کھنگال کر دیکھیں گے تو کہیں بھی انقلابات عالم میں انبیاء کرام کی کاوشوں اور حکمرانیوں کے کردار کا ذکر نہیں ملیگا، یہ صرف اور صرف اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام کی جملہ حکومتیں علم وحی کے منشور 'جو کمائے سو کھائے' (39-53) معاشی مساوات (10-41) کے نظریہ پر قائم ہوئی تھیں اور ذاتی ملکیت کی نفی پر مبنی ہوا کرتی تھیں (2-219) اسی وجہ سے کرایہ کے لکھاریوں نے اپنے ان داتائوں کی خوشنودی کی خاطر علم وحی پر مبنی، قائم ہونیوالی انبیاء کرام کی حکمرانیوں اور انقلابات عالم کو تاریخ میں کوئی جگہ نہیں دی، جسکا خاص سبب یہ ہے کہ اگر انبیاء علیہم السلام کے انقلابی مساعی اور کارناموں کو تاریخ میں جگہ دی جاتی تو دنیا بھر کے محکوموں اور محروم لوگوں کو اپنے اپنے زمانوں کے لٹیروں کے خلاف انقلابات لانے کی طرح اور آئیڈیا مل جاتی کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور اسکا قانون ہماری مدد کرتا ہے کہ لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ (20-15) یعنی ہر محنت کش کو اسکی محنت کا صلہ دیا جائے۔ پھر انقلاب لانے کا روٹ اور موضوع دنیا بھر میں اللہ کی جانب سے قومی وطنی آزادیوں کے ساتھ معاشی آزادی اور استحصالیوں کے خلاف جنگ والا بن جاتا، جس کو ایک حد تک خانقاہی سجادہ نشینوں اور پوپ پالوں کے بجاء کارل مارکس اور لینن نے آکر زندہ کیا۔ آج سے دس سال پہلے میں نے اسی آیت کریمہ لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ (20-15) پر ایک مضمون لکھا تھا تو ایک مزدور تنظیم کا کارکن اسے پڑھ کر گاؤں کے مولوی صاحب سے جا کر ملا اور اسے کہا کہ قرآن کی یہ آیت تو بتاتی ہے کہ اللہ ہم محنت کشوں کا دوست ہے، تم لوگوں نے اپنی تقریروں میں ہمیں اللہ کا دشمن مشہور کر دیا ہے اللہ کے دشمن تو آپ نکمے مفت خور لوگ ہو، آپ نے اللہ کو ہم سے چھین کر چند ٹکوں کی لالچ

پر اسے لٹیرے وڈیروں اور سرمایہ داروں کا دوست مشہور کیا ہوا ہے، آئندہ اگر ہمارے خلاف آپ نے مسجد میں ہمیں بے دین اور کافر کہا اور پرائی کمائیوں پر عیاشیاں کرنے والے رئیسوں اور زرداروں کو اللہ کا دوست کہا تو میں مسجد میں آکر آپ سے لڑوں گا۔

میں نے یہ مضمون جو شروع کیا ہے کہ اللہ نے انبیاء علیہم السلام کو دنیا جہان میں اسلئے مبعوث فرمایا کہ وہ استحصالی لٹیروں سے مظلوم و محکوم لوگوں کو آزاد کر کے ان پر اللہ کی جانب سے ملے ہوئے انقلابی علم وحی کی روشنی میں عدل و انصاف سے حکومت کریں (42-5) اور انقلاب دشمنوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں (49-5) سو اگر تاریخ نویس دغاباز لوگ، انبیاء علیہم السلام کا اپنے تاریخی نوشتوں میں یہ قرآن حکیم والا اصلی اور صحیح تعارف کراتے تو دنیا کے ہر دور میں لٹیروں کے خلاف لوٹے ہوئے لوگ انبیاء کے لائے ہوئے علم وحی کو اپنا منشور و دستور قرار دیکر استحصالی لٹیروں کے خلاف بر سر پیکار رہتے آتے۔ اسی وجہ سے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے تعلیمی اداروں میں خواہ کتابی دنیا میں، انبیاء علیہم السلام کے حقیقی انقلابی تعارف کو ملیامیٹ کر کے انکو رہبانیت والا خانقاہی یونیفارم والا پیر اور صوفی بنا کر پیش کیا ہے، جنکا دنیاوی حیاتی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آجکل عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں نہ کیا کرو، جبکہ پورا قرآن حکمرانی منشور کے طور پر دنیاوی معاملات کی اصلاح کیلئے نازل کیا گیا ہے (4-105) (2-201) افسوس کہ لوگوں نے قرآن دشمن مافیا کی نظریاتی اور علمی سازشوں پر غور نہیں کیا، علم وحی نے جن جن چیزوں کو انقلاب کیلئے معاون اور علامات کے طور پر متعارف کرایا ہے سامراج نے اپنے کرایہ کے حدیث سازوں اور مفسرین کے ذریعہ سے انہیں پوجا کی چیزیں بنا کر مشہور کر دیا، خواہ وہ صلوٰۃ ہو، زکوٰۃ ہو، مسجد ہو، تسبیح ہو یا کوئی اور چیز ہو۔

اقیمو الصلوٰۃ کا خلاصہ

جیئو تو جگ کیلئے جیئو

قرآن حکیم نے جس صلوٰۃ کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے وہ صلوٰۃ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (2-3) اور كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ(2-110) جیسی قرآنی تشریحات و تعبیرات کی معانی پر مشتمل ہے یہ معنائین صاف صاف طور پر سمجھا رہی ہیں کہ قرآن کی بتائی ہوئی صلوٰۃ خلق خدا کو روزی پہنچانے کے نظام کو قائم کرنے کیلئے ہے، قرآن حکیم کی بتائی ہوئی اور فرض کی ہوئی اس صلوٰۃ پر جناب خاتم الانبیاء اور اسکی انقلابی ٹیم نے نظام قائم کر کے اپنے دور حکومت میں إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ (29-45) یعنی نظام صلوٰۃ فحاشیوں اور ہر قسم کی برائیوں سے روکتا ہے کے ہدف کو پورا کر کے دکھایا قرآن حکیم کے اس حکم اقیمو الصلوٰۃ کی معنی میں فارسی کے حدیث ساز اماموں نے رائج الوقت انکی والی آگ کے سامنے پڑھی جانے والی نماز کو مقرر و متعین کر کے مشہور کیا ہے یہ مجوسی دانشور اتنے تو بد باطن ہیں جو یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر خود کو امام کے لقب سے مشہور کر کے انہوں نے قرآن حکیم کی انقلابی اصطلاحات کی معانی میں حدیث سازی کے فن سے معنوی تحریفات کے ہنر کھیلے ہیں وہ اس حد تک جو امام بخاری نے اپنی مشہور کتاب میں امام زہری کی حدیث کے حوالہ سے نعوذباللہ ہمارے رسول آخر الزمان علیہ السلام کو بھی انہوں نے اپنے مذہب مجوس کی پوجا کی خاطر پڑھی جانے والی آتش پرستی والی نماز پڑھائی ہے جس سے جناب رسول کو آتش پرست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حوالہ کتاب بخاری کے کتاب الصلوٰۃ کے باب (292) میں پڑھکر دیکھیں باب کی عبارت

اور اس میں لائی ہوئی حدیث پر قارئین لوگ خود یا با تنخواہ نماز پڑھانے والے امامی علوم والے درس نظامی کے فضلاء کرام سے معلوم کریں۔ باب من صلی وقدامہ تنور اونار اوشیءممایعبد فارادبہ وجہ اللہ عزوجل۔ وقال الزھری اخبرنی انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی النار وانااصلی۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ جس شخص نے پڑھی نماز اور اسکے سامنے تنور ہو یا آگ ہو یا ایسی چیز جسکی پوجا کی جاتی ہو پھر ارادہ کرے (اس کے سامنے عبادت کرنے سے) اللہ کی رضامندی کا (باب کی عبارت ختم آگے امام زہری کی حدیث ہے زہری نے کہا کہ خبر دی مجھے انس بن مالک نے کہا اسنے کہ کہا نبی علیہ السلام نے کہ پیش کی گئی میرے سامنے آگ اس حال میں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

امام بخاری اپنی کتاب بخاری لکھتے وقت کون تھے؟

امام صاحب اس زہری والی حدیث لانے سے پہلے ترجمۃ الباب اور عنوان حدیث میں لکھتے ہیں کہ جو شخص نماز پڑھے اور اسکے سامنے تنور ہو یا آگ ہو یا ایسی چیز جس کی عبادت کی جاتی ہو۔ قارئین لوگ بخاری کی اس عبارت پر غور فرمائیں جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ امام صاحب کی نظر میں سوچ میں کسی بھی غیر اللہ قسم کی چیز کو آگے رکھ کر بنام نماز اسکی پوجا اور عبادت کی جاسکتی ہے اور وہ بھی خاص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے یہاں اس عبارت میں صلوۃ کا لفظ استعمال کر کے اس سے پوجا اور عبادت کرنے کی بات کی گئی ہے امام بخاری کی اس عبارت سے اسکا یہ کتاب بخاری لکھتے وقت آتش پرست آگ کا پوجاری مجوسی ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

صلوۃ اور نماز میں فرق

میں نے اس مضمون کے شروع میں قرآن حکیم سے صلوۃ کو سمجھنے کے لئے تین عدد آیات پیش کی ہیں جن سے صلوۃ کی معنی مفہوم یہ ثابت ہوئی کہ صلوۃ کا عمل انسانوں میں

رزق تقسیم کرنے کی لئے ہے (2-3) صلوۃ کے ساتھ اٰتوالزکوٰۃ کی معنی رزق کے ساتھ جملہ
انسانی حوائج اور پرورش کا سامان، مملکت کے جملہ لوگوں کو عطا کرنے کا نام ہے (22-41) جو
ایک خاص نظام قائم کرنے کی شکل میں ہی ہو سکتا ہے (2-110) صلوۃ کے نظام کا معاشرہ
پر اثر یہ ہوگا کہ افراد معاشرہ کو صلوٰۃ کا یہ عمل فحاشیوں برائیوں اور بدکاریوں سے روکے گا۔
لفظ صلوۃ کی قرآنی تعبیرات اور بھی کئی ساری ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلوۃ کے
اثرات بغیر کسی نظام اور سسٹم کے ظاہر نہیں ہو سکتے جبکہ نماز کے عمل میں نہ رزق کے تقسیم
کا تصور ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی معاشرہ والوں کو فحاشیوں اور بدکاریوں سے روکنے اور مانع
ہونے کا کوئی عندیہ ملتا ہے کئی سارے نمازی لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں قرآن حکیم میں
حقوق کے لحاظ سے عورتوں اور مردوں کے حقوق کے سلسلہ میں فرمایا گیا ہے کہ عورتوں کو
دوسری شادی کیلئے طلاق کے بعد یا شوہر کے مر جانے کے بعد عدت کے دن گذارنے ہوتے
ہیں اور ایسی صورت میں مردوں کے لئے عدت کا حکم نہیں ہے اور عورتوں کو یہ عدت کا حکم
بھی اس لئے دیا گیا ہے کہ اگر انکے پیٹ میں کوئی بچہ ہو تو اسکے نسل کی نسبت پہلے شوہر کے
بجاء دوسرے شوہر کی طرف نہ ہو جائے بہر حال اسی آیت (2-228) کے اندر فرمایا گیا ہے
کہ عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر ہیں اس کے باوجود عورتوں کو اسکولوں اور کالجوں
میں پڑھنے سے روکنے اور قتل کرنے والے طالبان لوگ یہ سب نمازی ہیں ان نمازی طالبان
کی نرسری امامی علوم کے درس نظامی والے علماء کے مدارس میں ہوتی رہی ہے یہ مدارس والے
اور انکے تیار کردہ طالبان لوگ اسلامی نظام قائم کرنے کے دعویدار بھی ہیں انکی نمازوں نے
انکو عورتوں کے قتل سے نہیں روکا۔ کچھ عرصہ پہلے اخبار میں آیا کہ ایک مسجد واقع بچل شاہ
میانی سکھر کے مولوی صاحب نے اسکے پاس پڑھنے والی بچی سے کہا کہ گھر سے سونے کے
زیورات لے آئے میں ان جیسے زیورات بنوانا چاہتا ہوں بچی گھر گئی اور اپنی امی سے بابت
کر کے زیورات لے آئی اور مولوی صاحب کے سامنے لا کر پیش کئے۔ مولوی صاحب نے

زیورات لیکر اس بچی کو قتل کر دیا، بعد میں وہ پکڑا تو گیا لیکن اسکی نمازوں نے اسے قتل ناحق
سے روکا نہیں ایک اخباری اطلاع کے مطابق ابھی کچھ مہینے پہلے شہر ٹھٹھہ میں ایک مسجد کے
پیش امام نے دوسری مسجد کے پیش امام کو اسکے پاس آکر رات گذارنے کی دعوت دی پھر
رات کو اسکے ساتھ زنا کرنے کی کوشش کی مہمان مولوی صاحب کے شور کرنے پر محلہ جاگ
اٹھا خلاصہ گذارش کہ لفظ صلوٰۃ کے ترجمہ میں مجوسیوں کی آتش پرستی والی پوجا قسم کی نماز کو
غلط طور پر مشہور کیا گیا ہے اس لئے نماز صلوٰۃ نہیں ہے اور صلوٰۃ نماز نہیں ہے نماز اگر صلوٰۃ
ہوتی تو اوپر بیان کردہ نمازیوں کے کرتوت معرض وجود میں نہ آتے۔

بہر حال امام بخاری کے ترجمۃ الباب کی عبارت اور امام زہری کی گھڑی ہوئی
حدیث کی عبارت کے مطابق ان اماموں والی صلوٰۃ قرآن والی صلوٰۃ بمعنی نظام اور سسٹم کے
نہیں ہے ان اماموں نے جو صلوٰۃ کو معنوی تحریف کر کے اسے نماز ٹھہرایا ہے یہ اسکا ثبوت
ہے کہ بخاری اور زہری دونوں کے پاس صلوٰۃ وہ چیز ہے جو اسکے پڑھنے کے دوران پوجنے کی
نیت سے سامنے کوئی تنور ہو یا نار تو ایسا عمل روا ہے۔ ایسی حدیثیں بنانے والے اماموں کی
قرآنی اصطلاحات کی ایسی تفسیر اور معانی بتانے سے ثابت ہوا کہ ان کی والی نمازیں روزے حج
وزکوٰۃ وغیرہ قرآن کی حقیقی معناؤں سے جوڑ نہیں کھاتیں کیونکہ قرآنی اصطلاح صلوٰۃ کی معنی
و مفہوم میں مصلی کو اپنے سامنے تنور یا آگ یا کوئی ایسی چیز جس سے اللہ کی رضا مقصود ہو اسے
سامنے رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے سو صلاۃ بمعنی نظام مملکت وریاست کا نظام ہے اسکے لئے
سورت ماعون شاہد ہے جس میں سمجھایا گیا ہے کہ ارأیت الذی یکذب الدین جس
معاشرہ میں قانون نام کی کوئی چیز باقی نہ رہے کوئی بھی آوارہ اور بے لغام شخص قانون کو ماننا
ہی نہ ہو قانون کی رٹ معطل ہو چکی ہو فذالک الذی یدع الیتیم جسکا اثر معاشرہ پر ایک تو
یہ ظاہر ہو کہ کوئی کسی بے سہارے شخص کا پرسان حال نہ ہو بے سہارا لوگ معاشرہ میں دھکے
کھاتے پھر رہے ہوں و لا یحض علی طعام المسکین جس معاشرہ میں مسکین

لوگوں کو ایک وقت کی روٹی بھی میسر نہ ہو فویل للمصلین پھر ایسی صورت حال میں نظام چلانے والے افسروں اور حکمرانوں کے لئے ہلاکت ہو الذین ھم عن صلاتھم ساھون جو اپنی ڈیوٹیوں میں غفلت برتتے ہوں الذین ھم یراون جو صرف موویوں اور کیمرائوں کے سامنے توشوبازی کرتے ہوں ویمنعون الماعون اور سامان روزگار کے گوداموں کو تالے دیئے بیٹھے ہوں جن میں سامان رزق گل سڑ جائے بدبو کر جائے لیکن وہ مستحقین کو نہ دیتے ہوں۔

محترم قارئین! آپنے اس مضمون میں کتاب بخاری کے حوالہ سے فن حدیث کے دوبڑے ناموں امام بخاری اور امام زہری کا نظریہ لفظ صلوۃ کے متعلق جان لیا ہوگا کہ ان لوگوں نے فن حدیث میں لفظ صلوۃ کی جو معنیٰ اور تشریحات پیش کی ہیں وہ یقینا قرآن حکیم کی پیش کردہ لفظ صلوۃ کی تعبیرات سے یکسر الٹ ہیں سو قیاس کریں اس قول بخاری وروایت زہری سے دیگر تحریفات قرآن کے متعلق۔ یاد رکھنا چاہیے کہ انکی ایسی تحریفاتی روایات صرف قرآنی اصطلاح صلوٰۃ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ دیگر قرآنی اصطلاحات صوم۔ حج۔ زکوۃ۔ مسجد۔ صبر۔ وشکر وغیرہ مطلب کہ یہودیوں کے تورات کو بگاڑنے کی طرز پر انہوں نے بھی سارے قرآن حکیم کی معنوی تحریفات میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جسکی تفصیل سمجھنے کے لئے قدرے میری کتابوں۔ پہلے قرآن کو ذہنوں میں آنے دو پھر اسکی روشنی میں روایات اور تاریخ پر غور کرو۔ دوسری کتاب امامی علوم اور قرآن کا مطالعہ فرمائیں۔

قرآنی صلوٰۃ سمجھنے کیلئے اجتماع صلوٰۃ میں اللہ کا ذکر

سورۃ الجمعہ میں حکم دیا گیا ہے کہ جب تمہیں پکارا جائے اجتماع صلوٰۃ کیلئے تو جلدی پہنچو اللہ کے ذکر کی طرف۔ (62-9) اس آیت کریمہ کو سمجھنے کیلئے لازم ہے کہ کم سے کم اس میں چار الفاظ کی معنیٰ کو صحیح طور پر سمجھا جائے ایک، آمنوا- دوم اللہ، سوم صلوٰۃ، چہارم ذکر۔ میں مختصراً عرض گذار ہوں کہ اس مقام پر آمنوا، سے مراد حکومتی انتظام چلانے والی

بیوروکریسی ہے اور صلوٰۃ سے مراد قانون قرآن کی اتباع والی ڈیوٹی ہے اور اللہ جو خالق کائنات کا اسم ذاتی ہے اسکی یہاں مراد لی جائیگی وہ بلند وبالا ذات حقیقی جو دنیا جہان کی قیادت اور فرمانروائی کیلئے لوگوں کی فلاح کے لئے قانون سکھانے اور دینے والی مقنن ہستی ہے اور ذکر سے مراد اس مقام پر اللہ کا قانون ہے، میں نے اس آیت اقامۃ صلوۃ کے قرآنی طریقہ کی طرف قارئین کی توجہ اسلئے مبذول کرائی ہے تاکہ انہیں صلوٰۃ کی تعمیل کا ڈھنگ اور طور طریقہ سکھانے اور ادائگی کا انداز قارئین کی خدمت میں پیش کروں جو خود اللہ پاک نے قرآن میں سکھایا ہے، وہ یہ ہے کہ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ (205-7) میں نے قرآنی صلوٰۃ کی تفہیم وتعلیم کیلئے آیت سورۃ الجمعہ کے چار الفاظوں کی معنیٰ عرض کی، اب یہاں آیت (205-7) کے ایک لفظ "رب" کی معنیٰ سمجھنے کی بھی زحمت دونگا جو یہ ہے کہ یہ لفظ ربوبیت عالم یعنی کائنات کے پرورش کی معنیٰ رکھتا ہے، اب اسکو اگر قرآنی اصطلاح بھی شمار کیا جائیگا تو اسکا مفہوم نظام معیشت میں معاشرتی پرورش کا تصور کرنا ہوگا، محترم قارئین! قرآن فہمی کیلئے اللہ کی تصریف آیات والی حکمت سے آیت (65-6) کی روشنی میں اس آیت (205-7) کو آیت سورت الجمعہ (62-9) کے ساتھ ملاکر غور کیا جائیگا تو صلوٰۃ کی ادائگی کی تعلیم مل جائیگی جو یہ ہے کہ اللہ نے اپنی کائنات کیلئے آپ لوگوں کو جو نظام ربوبیت سے متعلق قانون (43-32) (41-10) (2-219) (53-39) دیا ہوا ہے اسے اپنی سوچ کی گہرائیوں میں پورے جھکاء سے، عاجزی سے اور اس میں غبن کرنے سے ڈرتے ہوئے بغیر چیخ وپکار والی آواز کے صبح وشام یعنی دن اور رات بھر ہر وقت اس پر غور وفکر کیا کرو، اتنا اتنا جو آپکے اوپر غفلت کی گھڑی بھی نہ آئے (آیت 205-7 سے متعلق گذارش ختم) جناب قارئین! یہ ہے قرآنی صلوٰۃ کی ادائگی کی تعلیم، اگر جو امامی علوم کی نماز کو صلوٰۃ کی معنیٰ میں سمجھنے کی کوشش کی جائیگی تو نماز کیلئے جو اذان دی جاتی ہے وہ صلوٰۃ کیلئے

نہیں ہے صلوٰۃ کیلئے جو ندا ہے وہ اذان نہیں ہے، اذان وہ نوٹیفکیشن ہے جسے قانون کی حیثیت حاصل ہوتی ہے جس کا تعلق حج نامی عدالت سے ہے، نماز کیلئے لاؤڈ اسپیکر ہے جبکہ صلوٰۃ کیلئے وَاذكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ یعنی جزئیات قوانین کو دلوں میں یاد کرنے کا حکم ہے، اس حکم سے نماز والے جملہ مظاہر ممنوع ہوگئے صلوٰۃ میں نظام ربوبیت سے متعلق قوانین یاد کرنے ہیں، جنکے ساتھ مروج نماز کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مروج نماز کیلئے مسجد کی بھی ضرورت ہے۔ مروج نماز کیلئے تنخواہ دار یا کوئی مفت میں مؤذن اور نماز پڑھانے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن میں کتاب کو 'امام' کہا گیا ہے اور اللہ کے قوانین کی ہدایت کرنے والے کو امام کہا گیا ہے اور جہنم کی طرف لے جانے والے لوگوں کو بھی امام کہا گیا ہے لیکن صلوٰۃ کے لفظ کے ساتھ امام کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے، نماز میں صفیں باندھنے کی ضرورت ہے لیکن صلوٰۃ کیلئے اجتماع کا ذکر ضرور ہے صف باندھنے کا حکم نہیں ہے۔ صلوٰۃ میں قصر کرنا صرف دشمن سے جنگ کے سفر میں ہے، بقیہ سفروں کے اندر صلوٰۃ میں قصر کرنے کا حکم نہیں ہے، جبکہ نماز کیلئے قصر والی رعایت ہر قسم کے سفر میں بتائی گئی ہے اور سفر کے مفاصلے میں بھی فقہی امام جدا جدا مقدار بتاتے ہیں اور نماز کے اندر قصر کرنے کی رعایت بھی صرف ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں ہے فجر اور مغرب کی نمازوں میں قصر نہیں ہے، قرآن حکیم میں صلوٰۃ کی ادائگی کا دورانیہ کم سے کم مسلسل بارہ گھنٹوں پر محیط ہے (78-17) جبکہ پانچ نمازوں کی سترہ رکعات کی ادائگی میں کل وقت مشکل سے پونا گھنٹہ درکار ہوگا، مولوی لوگ قرآن پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ اجمالی کتاب ہے یہ تفصیل کردہ نہیں ہے، قرآن حکیم ان درس نظامی کے فاضل مولویوں اور اسلام کے نام کے عربی مدارس کے علماء سے بھی مخاطب ہے الر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (1-11) یعنی اللہ علیم ورحیم کا اعلان ہے کہ میں اللہ دیکھ رہا ہوں کہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جسکی آیات کو محکم بنا کر پھر انکی تفصیل کی گئی ہے حکیم اور باخبر ہستی کی جانب سے، مولوی صاحبان کی خلاف قرآن

پروپگنڈہ کے رد میں اللہ نے مزید وضاحت سے یہ بھی فرمایا کہ وَلَقَدْ جِئْنَاهُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (52-7) یعنی یقین کے ساتھ انکے پاس ہم نے ایسی کتاب لائی ہے جسکو ایسی توعلیمیت سے ہم نے تفصیل کرکے لایا ہے جو باعث ہدایت اور رحمت ہوگی ان لوگوں کیلئے جو ایمان والے ہوں۔ "اب یہ کام قرآن کو اجمالی کہنے والوں کا ہے کہ وہ اپنی دلوں کو ٹٹولیں کہ ان میں اللہ کے اس اعلان پر اور اللہ کی جانب سے تفصیل کردہ قرآن پر کتنا ایمان ہے؟

میں نے بات شروع کی تھی کہ قرآن حکیم نے ادائگی صلوٰۃ اور قیام صلوٰۃ کے کونسے طریقے سمجھائے ہیں، قیام صلوٰۃ کیلئے ابھی آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ کے حوالہ سے (9-62) عرض کی کہ قرآن نے صلوٰۃ اور ذکر کو مترادف اور ہم معنیٰ کرکے بھی لایا ہے تو ادائگی صلوٰۃ کیلئے ایک طریقہ یہ بھی سکھایا کہ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىَ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (191-3) یعنی وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے اور (انکی یہ یاد جو ہوتی ہے) وہ غور وفکر کرتے ہیں ارضی وسماوی چیزوں کی تخلیق پر، جو سوچ سوچ کر پکار اٹھتے ہیں کہ اے ہماری پرورش کرنے والے یہ مرئی چیزیں ہرگز ہرگز بے مقصد اور فضول نہیں ہیں، ان فری کوئنسی ویز، خلائی روٹ اور ان ریزس سے کائناتی ذرات میں سے ایسی تو وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (7-81) گلوبل کمیونیکیشن قائم ہوسکتی ہے جو لوگوں کیلئے ملکوں اور علاقوں کے فاصلے مٹائے جاسکتے ہیں۔ حیدرآباد شہر میں میرا ایک دوست ہے جسکو دل کا عارضہ ہوا تھا، کراچی کے ایک ڈاکٹر نے اسکا علاج کرتے ہوئے اسکی دل کے ساتھ ایک پرزہ فٹ کردیا ہے وہ تندرست ہونے کے بعد جب جب بھی کوئی تکلیف محسوس کرتا ہے ڈاکٹر کو فون کرتا ہے، پھر وہ ڈاکٹر کراچی تو کیا دنیا کے باہر کے

ملکوں میں بھی ہوتا ہے تو اپنے پیشنٹ کے دل کے پرزہ سے کوڈ ملا کر تکلیف کو سمجھ کر وہیں ہزاروں میل دور سے اسکا علاج بتادیتا ہے جبکہ مریض اپنے گھر کے بیڈ سے اترتا بھی نہیں ہے۔

جناب قارئین! یہ ہے سائنس دانوں کی صلوٰۃ جسے انھوں نے غور و فکر سے اللہ کی انڈی کیشن رَبَّنَا مَا خَلَقتَ هَذا بَاطِلاً سے اسے اچک لیا، نیز ان سائنس دانوں نے آیت کریمہ (191-3) اور آیت کریمہ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا (28-76) یعنی ہمنے ان انسانوں کی تخلیق کے وقت انکے اجزاء جسم کی ایسی تو مضبوط کمپوزیشن کی ہے جو جب چاہیں تو انکے جینز سے (ذرات سے) انکے کئی امثال کئی بدل بنا سکتے ہیں، سو جین ٹکنالاجی اور کلوننگ سائنس کی دریافت یہ بھی سائنس دانوں کی صلوٰۃ والی دریافت ہے جنکا منبع جنکی رہنمائی ان دونوں آیات سے ملی ہے۔ میرا ایک دوست چودھری اکرم صاحب ساکن دیونہ منڈی نزد گجرات، اسے بیلجم کی شہریت بھی حاصل ہے اور سال کا کافی عرصہ وہیں گذارتا ہے، اسنے بتایا کہ یورپ کی یونیورسٹیوں کے چیئرمین وہاں شاگردوں کو P.H.D کے کئی موضوعات دیتے ہیں کہ مسلم امت کی کتاب قرآن سے فلاں فلاں سائنسی انکشافات اور انتظامی موضوعات پر ہدایات کے تھیسز تیار کر کے دو لیکن ان انکشافات اور رہنمائی پر رفرنس نہ لکھو کہ یہ قرآن میں ہے قرآن کی فلاں سورت اور فلاں آیت میں ہے، پھر ان علمی اداروں کے سربراہ ان تھیسز کو متعلقہ محکموں کے حوالے کرتے ہیں کہ انکو عملی شکل میں لایا جائے جن پر لیبارٹریوں میں وہ کروڑوں ڈالر خرچ بھی کرتے ہیں۔ اور ایسے قوانین اسمبلیوں میں بھی پاس کر کے انھیں ملک میں نافذ بھی کرتے ہیں اور حوالہ کیلئے قرآن کو ماخذ قرار نہیں دیتے۔

پرانے پادریوں کے رجعت پسند نظریات مسلم علماء کے سر پر مارے گئے

عالمی سامراج والے مسلم امت والوں کو پابند بنائے ہوئے ہیں کہ ان کے پرانے پادریوں کی طرح تم قرآن کو بھی بن سمجھے صرف مرے ہوئے لوگوں کے ایصال ثواب کے لئے پڑھو۔ تو جناب قارئین! یہ ہوئی صلوٰۃ ان اہل علم سائنس دانوں کی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقتَ هَذا بَاطِلاً اے ہمارے رب آپکی مخلوق میں سے کوئی بھی چیز باطل اور بے مقصد نہیں ہے، یعنی ہر چیز کی افادیت پر ریسرچ کرنا۔ غلام ہندستان کے زمانے میں وائسرائے ہند نے شہر پشاور میں قبائلی سرداروں کے جرگہ سے خطاب کیا بعد میں چائے فروٹ کی رسپشن کے دوران ایک سردار صاحب نے وائسراء کو کہا کہ خوچا آپ بہت اچھے آدمی ہیں آپکے اندر صرف ایک خرابی ہے، انگریز نے بولا کہ کیا خرابی ہے مجھ میں؟ سردار صاحب نے کہا کہ آپ کافر ہیں آپ دوزخ میں جائینگے، تو انگریز نے پوچھا کہ پھر میں کیا کروں سردار صاحب نے کہا کہ آپ کلمہ پڑھیں پھر بہشت میں جائینگے، انگریز بہادر سردار صاحب کا فلسفہ سمجھ گیا اور اسے کہا کہ سردار صاحب! آپکی بات صحیح ہے کہ میں دوزخ میں جائونگا اور آپ کلمہ گو ہونے کی وجہ سے بہشت میں جائینگے لیکن ایک بات سمجھ لو کہ ہمنے ایسا علم پڑھا ہے جس سے ہم ہمیں ملے ہوئے دوزخ کو صفائی ستھرائی سے بہشت بنادینگے لیکن آپکو جو بہشت ملیگا آپ وہاں نسوار کھا کھا کر، جگہ جگہ پر گندگی کرینگے جس سے آپکا بہشت بھی دوزخ بنجائے گا!! میرا مقصد یہاں یہ ہے کہ خالی ایک کلمہ پڑھنے اور اسپر ایمان لانے سے ایمان مکمل نہیں ہوتا، اللہ کی کتاب کلمات اللہ سے بھری ہوئی ہے، رب تعالیٰ نے ان جملہ کلمات پر ایمان لانے کی ذمہ داری دی ہوئی ہے اور آپ شروع کتاب میں پڑھ کر آئے کہ صلوٰۃ کی معنیٰ اتباع کرنا اور پیچھے چلنا ہے۔ (31-32-75) تو اس آیت کریمہ میں جناب رسول علیہ السلام کے تعارف میں تو سمجھایا گیا ہے کہ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ(158-7) یعنی آپکا رسول تو کئی سارے کلمات پر ایمان لاتا ہے آپ لوگ صرف ایک کلمہ کے اوپر ایمان لانے کو کافی سمجھے ہوئے ہو، اور آیت کریمہ میں اللہ نے ہمیں اتباع رسول کا بھی حکم دیا

تو اس سے یہ معنیٰ بھی ثابت ہوئی کہ اتباع رسول یہ صلوٰۃ ہے اور جملہ قرآن اور اسکے جملہ کلمات یعنی پورے قرآن کے اتباع کا حکم دیا گیا تو صلوٰۃ کی معنیٰ اتباع اور پیچھے چلنے کے حوالہ سے قرآن اور اسکے جملہ کلمات کی تابعداری کرنا بھی ہوئی۔ (75-18)

اس گذارش کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت (7-158) اور 7-157) کی روشنی میں صلوٰۃ کی معنیٰ اور مفہوم ٹھہری" قرآن اور رسول کا اتباع کرنا" جبکہ جملہ امامی علوم کی روایات اور فقہوں میں کہیں بھی نماز سے متعلق یہ نہیں کہا گیا کہ نماز رسول کی خاطر پڑھتے ہیں یا پڑھی جاتی ہے جبکہ قرآن حکیم نے صلوٰۃ کی جو معنیٰ پیچھے چلنا اور تابعداری کرنا(32-75-31) سکھائی ہے پھر آیات (158-157-7) میں سکھایا کہ اللہ کے نازل کردہ نور قرآن کی اور اسکے رسول کی تابعداری کرو تو صاف صاف طرح سے صلوٰۃ کی معنیٰ اتباع قرآن اور اتباع رسول نکھر کر سامنے آگئی، پھر اسطرح کی معنیٰ نماز کی خاطر کسی بھی امامی حدیث اور امامی قول میں نہیں آئی ہے کہ: نماز رسول کی پڑھی جاتی ہے" البتہ یہ تو مشہور ہے کہ نماز خاص اور خاص طور پر اللہ کیلئے ہے. لیکن صلوٰۃ بمعنیٰ اتباع۔ تو قرآن حکیم نے یہ صلوٰۃ جناب رسول اور قرآن کے اتباع کیلئے صاف صاف بتادی! قرآن کی ان ہدایات سے سوچو کہ صلوٰۃ کیا چیز ہے اور فارس کے آتش پرستوں کی نماز کیا چیز ہے!!؟

پہلے پیٹ پھر ایمان

لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلاَةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنتُم بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ (5-12) اس آیت کریمہ میں قرآن حکیم کی ترتیب کے مطابق پہلے اس معیاری اور مثالی صلوٰۃ (ڈیوٹی) کا ذکر کیا گیا ہے جسکی اقامت سے لوگوں کو سامان پرورش ملے، اسکے بعد اللہ کے رسولوں پر ایمان اور انکی مدد کا ذکر کیا گیا ہے" بعینہ اسیطرح آیت کریمہ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ

تُرْحَمُونَ (24-56) کی ترتیب میں بھی پہلے اقامۃ صلوٰۃ، جس (ڈیوٹی) سے افراد رعیت کو سامان پرورش ملے، کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے بعد اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے، لوگوں کو قرآن میں اللہ کی اس ترتیب پر غور کرنا چاہیے کیونکہ نماز صرف ان لوگوں پر فرض بتائی جاتی ہے جو ایمان لائے ہوں، جبکہ صلوٰۃ بمعنیٰ ڈیوٹی کے ہے جو قرآن حکیم میں مؤمن، غیر مؤمن سب پر واجب اور لازم ہے اور صلوٰۃ کے لئے مسلم و مؤمن ہونا ضروری نہیں ہے، اسکیلئے فرمایا گیا ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ (24-37) یعنی کئی لوگ ایسے بھی جنھیں تجارت اور دکانداری اللہ کے قوانین کی یاد اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ جس سے لوگوں کو سامان پرورش ملے، سے غافل نہیں کرتی، اس آیت کریمہ میں صلوٰۃ قائم کرنے کیلیے مؤمن و مسلم کے بدلے 'رجال' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو کہ جملہ مسلم غیر مسلم لوگوں پر قرآن میں استعمال کیا گیا ہے، غیر مسلموں کیلئے استعمال کے حوالہ جات عرض کر رہا ہوں، قارئین لوگ قرآن کھول کر خود غور فرمائیں۔(11-87) (9-5) (9-11) (24-37)

مسجد کی معنیٰ حکومت کی آفیسیں اور دفاتر ہیں جو مسلم، غیر مسلم سب کے لئے ہیں

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ (7-31) یعنی اے اولاد آدم! زیب و زینت کرو ہر مسجد میں جاتے وقت، کھاؤ پیو بغیر اسراف کے، اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا" محترم قارئین! مسجد کی قدرے تفصیلی معنیٰ تو اس کتابچہ کے آخری صفحہ پر پڑھیں لیکن اس آیت کریمہ میں مسجد میں جانے کے وقت خطاب مسلم غیر مسلم سب کو ہے، یہ آیت کریمہ ثابت کر رہی ہے کہ مساجد کا مصرف غرض و غایت ٹوٹل کانسیپٹ انسانی و معاشرتی امور کے سرکاری نظم و نسق سے متعلق ہے، جس میں مذاہب اور

فرقوں کی کوئی دخل اندازی نہیں ہوگی وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا(18-72) مسجدیں اللہ کی ہیں، اسکی معنیٰ ہوئی کہ اللہ کے جمیع انسانوں کیلئے ہوئیں فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا کی معنیٰ ہوئی کہ شیعوں کی سنیوں کی دیوبندیوں کی بریلویوں کی بوہریوں کی مرزائیوں کی کہکر نہ پکارا جائے، مساجد کیلئے قرآن کی یہ تعبیر صرف سرکاری دفاتر پر فٹ ہوسکتی ہے جس میں مسلم ہندو سکھ عیسائی یہودی اور اللہ کے وجود کے منکروں یعنی سب کی حاجات کا مداوا ہوگا، سب کو مساجد میں جانے اور وہاں ڈیوٹیاں دینے اور نوکریاں کرنے کی اجازت ہوگی(37-24) یہ بات تو آج کے دور میں بھی جاری ہے کیونکہ صحیح مساجد تو سرکاری دفاتر ہیں، رائج الوقت مساجد نامی میناروں والی عمارات ہر مسلم وغیر مسلم بنی آدم کی خاطر نہیں ہیں، علم روایات بنانے والوں نے مسجدوں کی بھی پوجا والی معنویت مشہور کی ہوئی ہے کہ ان میں بوٹ پہن کر نہ جاؤ۔ جبکہ قرآن والی مساجد نوع انسان کی خاطر ہیں، اس میں جملہ اولاد آدم کو ڈیوٹیاں اور کام کرنے پڑتے ہیں (31-7) (72-18)

نماز اپنے لئے، صلوٰۃ جگ جہان کیلئے

قرآن حکیم میں صلوٰۃ کے حوالہ سے جو باتیں بتائی گئی ہیں اسکی ادائگی اور اقامت کا تعلق مخلوق خدا کے ساتھ ہے جس سے جملہ لوگوں کے مفادات کا مداوا پورا ہوجاتا ہے صلوٰۃ جگ جہان کیلئے ہے، فرمایا کہ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ(3-2) یعنی اللہ سے ڈرنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے قوانین پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور اقامت صلوٰۃ کا وہ تو حق ادا کرتے ہیں جو ہماری طرف سے انہیں دئے ہوئے رزق کو مستحقین میں خرچ کرتے ہیں۔ غور کیا جائے کہ یہ کام حکومت کی وزارت خوراک وخزانہ اور وزارت بہبود آبادی کا ہے۔ جبکہ نماز کے عمل کا اس کام سے کوئی سروکار نہیں ہے" یہی بات قرآن حکیم نے آیت الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

يُنفِقُونَ(3-8) میں بتائی اور بعینہ یہی بات سورۃ النمل میں بھی بتائی گئی کہ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ(3-27) یعنی وہ لوگ جو ایسی تو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں یعنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں جس سے لوگوں کو سامان پرورش میسر ہوتا ہو، نیز یہی بات اور بھی کھول کر قرآن حکیم نے سمجھائی کہ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (41-22) یعنی وہ لوگ جنہیں ہم اقتدار اور حکومت دیں زمین پر تو وہ ایسا قرآنی نظام کا اتباع کریں جس سے وہ سامان پرورش دیں لوگوں کو، اس آیت میں جو ہم نے معنیٰ کی کہ حکومت کی بیوروکریسی کے افراد اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کرینگے اسکا ثبوت قرآن حکیم کے اگلے جملے میں ہے کیونکہ امر اور نہی یہ حکام کے پاور کی چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ امر اور نہی کوئی کنگلہ آدمی نہیں کرسکتا، نماز تو ہر کوئی لولا لنگڑا اپاہج مسکین اور بھکاری بھی پڑھ لیتا ہے۔

مالدار آدمی بندوں کو صلوٰۃ سے روکتے ہیں، نماز سے نہیں

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَى۔ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَى۔ إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى۔ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى۔ عَبْدًا إِذَا صَلَّى(6 تا 10 -96) یعنی جب انسان سرکش بن جاتا ہے اور جب وہ خود کو غنی تصور کرتا ہے اس بندے کو سوچنا چاہیئے کہ تجھے تو اپنے رب کی طرف بھی لوٹنا ہے کیا آپ نے اسکو نہیں دیکھا(جو خود کو غنی تصور کرتا ہے) تو وہ ہر اس بندے کو روکتا ہے جو صلوٰۃ قائم کرتا ہے" (آیات کا خلاصہ ختم)

جناب قارئین! آپ نے غور کیا کہ معاشرہ میں جب کسی کا پیٹ بھر جاتا ہے اور وہ تھوڑا سا مالدار بنجاتا ہے تو ایسا آدمی صلوٰۃ کے اس عمل پر چڑ کھاتا ہے جس صلوٰۃ سے وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ لوگوں کے رزق کی خاطر بجٹ خرچ کی جائے، مساکین کے طعام کیلئے بیت المال سے خرچ کیا جائے، تو مالدار لوگ ایسا نظریہ رکھنے والے لوگوں کو انکی ایسی صلوٰۃ

سے روکتے ہیں، کیونکہ اسپر عمل کرنے سے بات جاکر معاشی مساوات اور قُلِ الْعَفْوَ (2-219) تک پہنچے گی، یعنی ذاتی ملکیت اور جاگیرداری پر بندش لاگو ہوجائے گی اسلیئے تھوڑا ساوائیٹ کالر آدمی بھی ایسی قرآنی صلوٰۃ سے چڑ کھاکر لوگوں کو روکے گا" جبکہ ہم تو تمام مل مالک امیروں سرمایہ داروں کو دیکھ رہے ہیں کہ انھوں نے اپنی ملوں میں مزدوروں کیلیئے مسجدیں بنوائی ہوئی ہیں اور ان میں مل کی بجٹ سے پیش امام اور مؤذن بھی عام مزدوروں سے زیادہ تنخواہوں پر رکھے ہوئے ہیں تو اس مشاہدہ سے ثابت ہوگیا کہ یہ میناروں والی مساجد کی نمازیں قرآنی صلوٰۃ نہیں ہیں ورنہ اغنیاء اور مالدار لوگ صلوٰۃ کیلیئے اتنا اہتمام نہ کرتے، یہاں اہتمام تو کیا قرآن نے فرمایا کہ غنی لوگ اپنی آمریت سے لوگوں کو صلوٰۃ سے روکتے ہیں (10-96) اس سے ثابت ہوگیا قرآنی صلوٰۃ، نماز نہیں ہے اور نماز قرآنی صلوٰۃ نہیں ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

اقامت صلوٰۃ کے وقت دشمن رکاوٹیں ڈالیں گے، آپ اس وقت مقابلہ کیلیئے سینہ تان کر انہیں چیلنج کرنا"

اس سورۃ الکوثر کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اے نبی! ہم نے آپکو قرآن عطا کیا ہے آپکو اسکے ربوبیت اقوام والے پروگرام کی خاطر ڈیوٹی دینی ہوگی (جسکی وجہ سے آپکے مقابل جاگیردار اور غلام ساز سردار آپ سے لڑینگے) انکے مقابلہ میں آپ بھی سینہ تان کر (مقابلہ کیلیئے) کھڑے ہوجائیں " آپکے دشمن کا دنیا میں کوئی چرچا ہی نہیں ہوگا" محترم قارئین! اس سورۃ مبارکہ کے جملہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کا ترجمہ بڑی اکثریت مترجمین نے یہ کیا ہے کہ نماز پڑھ اور اونٹ کو ذبح کر" آپ گذشتہ گذارشات میں پڑھ کر آئے کہ صلوٰۃ کا ترجمہ اتباع اور پیروی کرنا ہے۔ قرآن حکیم نے ایک نظام دیا ہے کتاب قرآن اقوام عالم کے معاشروں کی ربوبیت اور پرورش کی تعلیم دینی والی کتاب ہے منشور ہے اسپر عمل کرنے سے

اسکی معاشی مساواتی تعلیمات (10-41) پر دنیا کے لٹیرے استحصالیوں نے لازمی طور پر آپ کے ساتھ مقابلہ کرنا ہی کرنا ہے (10-96) سو رب تعالیٰ نے اس سورت میں تین چیزوں کا ذکر کیا ہے، ایک معاشی منشور کائنات قرآن کا (2-219) دوسرا جناب رسول کو خطاب ہے کہ آپکو اس ربوبیت رب کے منشور کو نافذ کرنے کی ڈیوٹی دینی ہوگی جسکی وجہ سے غنی لوگ رکاوٹیں ڈالینگے (10-96) سوم آپ کو اس ڈیوٹی کو بے خوف اور نہ ڈر ہو کر سینہ تان کر دشمن کے آگے کھڑا ہونا ہے سو دشمن لوگ جو کہہ رہے ہیں کہ آپکی آل نہیں ہے اسلیئے آپکو نسلی حوالہ سے دنیا میں آپ کی تحریک کا چلانے والا وارث ہی نہیں ہوگا، تو آپ انکی ایسی یاوہ گوئیوں کی پرواہ نہ کریں وہ وقت آرہا ہے جو دنیا بھر میں صرف آپکا چرچا ہوگا آپکے دشمنوں کو کوئی یاد ہی نہیں کریگا" محترم قارئین! میں نے یہاں الکوثر کی معنیٰ کی ہے قرآن حکیم یہ معنیٰ بھی تصریف آیات سے قرآن ہی کی بتائی ہوئی پیش کی ہے کہ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (269-2) اور حکمت بھری کتاب قرآن ہے (2-36) اور دوسری آیت فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کی معنیٰ امامی علوم کے روایت سازوں نے جو کی ہے کہ نماز پڑھکر اونٹ ذبح کرو، میں نے اس معنیٰ کو قرآنی حوالہ جات سے رد کیا ہے، اور ابھی ابھی آیات (158-157-7) سے ثابت کیا ہے کہ صلوٰۃ کی معنیٰ ہے قرآن اور رسول کی اتباع کرو اور آیات (31-32-75) سے ثابت کیا ہے کہ صلوٰۃ کی معنیٰ اتباع ہے نماز نہیں ہے۔ اس سے گویا کہ عمومی مترجمین کے ترجمہ کو بذریعہ قرآن رد کردیا ہے" اور لفظ نحر کا ترجمہ کہ اونٹ کو ذبح کرنا یہ سراسر غلط ہے اسلیئے کہ قرآن جیسے کتاب میں کسی جانور کا نام لیکر اسکی قربانی کا ذکر کرنے سے پھر دوسرے جانوروں کی قربانی ممنوع ہوجائیگی جبکہ قرآن میں نعجہ، معزۃ، ضان اور بقرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے یعنی دنبی، بکری لیلھا، گائے جوان سبکا گوشت اونٹ کے گوشت کے مقابلہ میں زیادہ پسندیدہ بھی ہے امامی علوم گھڑنے والے اہل فارس نے یہ جھوٹ کہا ہے کہ اوپر بتائے ہوئے جانوروں کے گوشت کے مقابلہ میں

عرب لوگوں کو اونٹ کا گوشت زیادہ مرغوب تھا اگر عرب لوگ گوشت کھانے کے لئے
اونٹوں کو بے تحاشہ ذبح کرتے تو انکی تجارت کے لئے گڈس ٹرانسپورٹ کا ذریعہ بند ہو جاتا،
اگر یہ بات درست ہوتی کہ عربوں کو اونٹ کا گوشت زیادہ اچھا لگتا ہے تو عرب لوگ
کروڑوں درہم دینار ریال خرچ کر کے ہرنوں کے شکار کیلئے پاکستان نہ آتے۔ انسان سب برابر
ہیں گوشت کے حوالہ سے تو سب کی مرغوب چیز پرندوں کا گوشت اور بڑے جانوروں کے
مقابلہ میں چھوٹے جانوروں کا گوشت مرغوب غذا ہے یا اگر جابلو اور سرد علاقوں کی موسم
کے حوالہ سے غور کیا جائے گا تو وہاں کے لوگوں کا مرغوب گوشت دنبے کا ہو سکتا ہے۔ اور
لفظ نحر کی معنٰی سینہ ہے چھاتی ہے، ذبح کیلئے علم روایات بنانے والوں نے چارپایہ جانوروں کیلئے
سینہ کا ذکر جھوٹی اور من گھڑت حدیثوں سے کیا ہے، کیونکہ رب تعالٰی نے خود قرآن میں بتایا
ہے کہ چارپایہ جانوروں کو سینہ نہیں ہوتا، جناب سلیمان علیہ السلام نے جب اپنے گھوڑوں کو
دوبارہ معائنہ کیلئے طلب کیا تو قرآن نے فرمایا رُدُّوهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ
وَالْأَعْنَاقِ (38-33) یہاں گھوڑوں کی گردن اور ٹانگوں کی مسح کا ذکر کیا ہے، گردن کے
ذکر کے بعد اگر چوپایہ جانور کو سینہ ہوتا تو اس کا ٹانگوں اور گردن کے بیچ میں مسح کے حوالہ
سے قرآن میں ذکر ضرور آجاتا، اور اونٹوں کو ذبح کرنے کا اصول بھی اور جانوروں کی طرح
گردن پر منہ کے قریب سے چھری پھیرنا ہے لیکن قرآن دشمنوں نے نحر کے لفظ کی معنٰی
اونٹ کو ٹانگوں کے قریب سے ذبح کرنے کی بتا کر علم اللغت میں خیانت کی ہے جو خاص اس
مقصد کیلئے کہ وہ سورت الکوثر میں اللہ کی اپنے نبی پر نفاذ قرآن کیلئے مقرر کردہ جو صلوٰۃ فرض
کی ہے اور اسکی وجہ سے دنیا کے دجالوں سے مقابلہ کی صورت میں (96-10) انسے خم
ٹھونک کر چھاتی کھولکر سینہ تان کر میدان جنگ میں جو انکو دعوت مبارزت دینی ہے جن
لڑائیوں کے حکم پر واقعی جناب رسول نے تعمیل بھی کی تو اسے حدیث سازوں نے لفظ نحر کی
معنٰی میں تحریف کے ذریعے گول کر دیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ واقعی جناب رسول کی اتباع

نظام قرآن والی صلوۃ نے جاگیرداروں کے محلات میں وہ کہرام مچایا جو انکو سواء جنگ کے کوئی
چارہ ہی نظر نہ آیا، پھر واقعی وہ جناب رسول سے لڑے ہیں اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ہمارا نبی بھی
کوئی امام بخاری کی حدیثوں والا نبی نہیں تھا جو میدان جنگ سے کنارے پر چادر اوڑھے اللہ کو
اپنا دشمن تصور کرتے ہوئے اللہ کو دھمکی دے رہا ہو کہ اللّٰهم ان تهلك هٰذه
العصابة لاتعبد الى يوم القيامة یعنی اے اللہ اگر آج تو اس مٹھی بھر جماعت کو
ہلاک کریگا تو قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ معاذاللہ، اللہ کے شان میں
اللہ کے حضور میں ہمارا رسول، قرآن والا رسول اسطرح کی گستاخی نہیں کر سکتا، ہمارا قرآن
والا رسول تو میدان جنگ میں خانقاہی دعاؤں والا پیر بنا ہوا نہیں تھا وہ تو تیروں کی ترکش بھر
کر دشمنوں پر تیر برسائے جا رہا تھا جسکا دوران جنگ والا منظر رب تعالٰی قرآن میں ذکر کرتا
ہے کہ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (8-17) اے محمد! آپ جب
میدان جنگ میں دشمنوں پر تیر برسا رہے تھے یہ عمل تو آپ کا تھا لیکن حکم میرا تھا سو تیری
صلوٰۃ کی معنٰی دشمنوں سے میدان جنگ میں تیر برسانا ہے، امام بخاری نے جھوٹی حدیث بنا کر
لکھی ہے کہ میدان جنگ کے کنارے چادر اوڑھے آپ اللہ کو اپنا دشمن قرار دے رہے تھے
اور اسے دھمکی دے رہے تھے کہ اگر تو میری جماعت کو ہلاک کریگا تو تیری بھی قیامت تک
عبادت نہیں کی جائیگی" استغفر اللہ اس دعا کے الفاظ بنانے سے لگتا ہے کہ حدیث بنانے
والا بخاری اور اسکے اساتذہ ابو جہل کی فوج کو دشمن ہی قرار نہیں دیتے تھے ہمارے رسول کے
نام سے حدیث میں ایسی گستاخی والی دعا کی نسبت، کوئی اسلام اور جناب رسول کا دشمن ہی نبی
کی طرف کر سکتا ہے کوئی آتش پرست مجوسی ہی اسے حدیث رسول کہہ سکتا ہے، میں امید
کرتا ہوں کہ قارئین لوگ قرآن کی آیت فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کی معنوی تحریف کا
پسمنظر سمجھ گئے ہونگے" اور ساتھ ساتھ صلوٰۃ کی معنٰی میں آتش پرستوں والی حکیم مانی کی
ایجاد کردہ نماز کو جناب رسول کی ولادت سے اندازاً ساڑھے تین سو سال پہلے والی نماز کو

اسلامائیز کرنے کا بھی پسمنظر سمجھ گئے ہونگے، جو یہ ہے کہ قرآنی منشور کی فتح کا مدار ہی اسکی پارٹی حزب اللہ کی گڈ گورننس پر موقوف ہے اور صلوٰۃ کا لفظی ترجمہ پیروی اور تابعداری ہم آیات (75-32-31) کے حوالہ سے کر چکے ہیں اور یہ تابعداری ہو گی قرآن کی اور اللہ کے نبی کی (7-157-158) اسی کا ہی نام صلوٰۃ اور گڈ گورننس ہے اسلئے دشمنوں نے صلوٰۃ کی اس فلاسفی کو سمجھ کر اس سے بچتے ہوئے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کی معنٰی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کرنے والی قربانی کا چکمہ دیا ہے" جناب قارئین! انکی اس خطرناک معنوی تحریف کو ذرا سا غور کرنے سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جب اللہ نے صلوٰۃ اور نحر کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے تو پھر اگر صلوٰۃ کی معنٰی نماز ہے تو وہ روزانہ پانچ بار کیوں؟ پھر روزانہ نماز کی طرح اونٹ بھی پانچ بار ذبح کرنے کی حدیث بنائی ہوتی، نحر کی معنٰی اگر اونٹ ذبح کرنا ہے تو وہ سال میں ایک بار کیوں؟ جبکہ حج کے موقعہ پر جن جانوروں کو ذبح کرنے کیلئے لے جانا ہے تو وہاں اللہ نے انکا نام توہدی (گفٹ) قرار دیا ہے جس میں گائے، دنبہ، بکرا، اونٹ سب آجاتے ہیں وہاں اگر نحر کا ذکر کیا جاتا تو وہ موقعہ کی مناسبت سے علم ادب و بلاغت کے مطابق مناسب اور درست ہوتا، اس سورۃ الکوثر میں چونکہ حج کا ذکر ہی نہیں ہے پھر اس موقعہ پر اونٹ کی قربانی کا ذکر کیوں؟ نحر کی معنٰی اونٹ ذبح کرنا وہ بھی دیگر چوپایہ جانوروں کی طرح منہ کے قریب ذبح کرنے کے بجاء ٹانگوں کے قریب سے کاٹنا یہ قرآن میں بڑی معنوی تحریف ہے، اور اس سے عربوں کے ایسے فطری عمل اور کلچر کو علم حدیث کے ذریعے بدلنے کی سازش کی گئی ہے مجھے اگر پاور ملے تو میں اونٹ کو ٹانگوں کے قریب سے ذبح کرنے پر بندش لگا کر اسے اور جانوروں کی طرح گردن سے منہ سے قریب والے حصہ سے ذبح کرنے کا حکم دوں اور عباسی خلفاء کے اقتدار سے پہلے والے ذبح کرنے کے اس فطری رواج کو پھر سے رائج کراؤں۔

مجھے اس موضوع پر مختصر آیت کریمہ

فحاشیوں اور منکرات سے روکتی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برائیوں کو روکنے کا علاج تو نظام مملکت اور گڈ گورننس میں مضمر ہے جناب قارئین! نماز کا فعل سارے معاشرہ کی برائیوں اور فحاشیوں کو کیا روک سکتا ہے؟ نماز کا عمل تو خود نمازیوں کی اپنی فحاشی اور برائیوں کو بھی نہیں روک سکتا، علم حدیث بنانے والوں کی من گھڑت حدیثوں کا کیا تذکرہ کروں جو انہوں نے اصحاب رسول کے خلاف بڑی بے شرمی کی ایک حدیث بنائی ہے، امام ترمذی نے کتاب التفسیر میں سورت الحجر کی آیت نمبر 24 کی تفسیر کیلئے جو حدیث گھڑی ہے کہ ایک نہایت حسین ترین عورت جناب رسول کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے آیا کرتی تھی تو بعض اصحاب رسول آگے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے تاکہ اس عورت کو نہ دیکھ پائیں اور بعض صحابی جان بوجھ کر پچھلی صف میں کھڑے ہوتے تھے اور رکوع کرنے کے وقت بغلوں سے جھانک جھانک کر اس عورت کو دیکھتے تھے۔ پھر اللہ نے آیت نازل فرمائی کہ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ (15-24) یعنی ہمنے جان لیا ہے اگلی صف میں کھڑے ہونے والوں کو اور پہچان لیا ہے پیچھے رہنے والونکو" امام ترمذی کی حدیث پر غور کیا جائے کہ جو نماز جناب رسول کی امامت میں پڑھی جا رہی ہے وہ نماز بھی خود نمازیوں کو دوران نماز بھی فحاشی اور منکرات والی برائیوں سے نہیں روک سکتی تو ایسی نماز کو صلوٰۃ کے ترجمہ میں ہم کیوں قبول کریں گے جو فحاشی اور برائیوں سے روکتی ہی نہیں ہے، میں ایسی حدیثیں بنا کر اپنی کتابوں میں لانے والے اماموں کو کیا کہوں سواء اسکے کہ:

ہوئے مر کر تم جو رسوا، کیوں نہ ہوئے غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

جناب قارئین! صلوٰۃ کا لفظ اپنی معنٰی میں جو اتباع اور پیچھے چلنے کے لئے آیا ہے تو اسے جب ایک مملکتی حکومتی نظام (105-4) کی اصطلاح کی حیثیت دی گئی ہے جس سے سیاق و سباق کی مناسبت سے اسکے موقعہ کے مطابق مختلف مفاہیم ثابت ہوتے ہیں جیسے کہ

آیت کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقرَبُوا الصَّلاۃَ وَاَنتُمْ سُکَارَی حَتَّی تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (43-4) یعنی اے حکمرانو! اجتماع صلوٰۃ کو قریب نہ جائیں جس وقت تمہارے ہوش و حواس سالم نہ ہوں (خواہ غلبہ نیند کی وجہ سے ہی ایسے ہو جائے جیسے ہمارے ممبران اسمبلی اور وزراء کرام دوران اجلاس نیند فرمارہے ہوتے ہیں) سو یہ آیت کریمہ خود اپنی اصطلاح "الصلوٰۃ" کی معنیٰ سمجھا رہی ہے کہ اسکی معنیٰ کبھی سیمینار، کانفرنس اور اسمبلی کی کاروائی بھی ہوتی ہے جن ایسے اجتماعات میں اہم مقالے بھی پیش کئے جاتے ہیں اسی وجہ سے تو قرآن نے فرمایا آپ صلوٰۃ میں اس وقت شرکت کیا کریں جب آپ سمجھتے ہوں کہ اجتماع کا ایجنڈا کیا ہے اور شریک ممبروں نے کیا کیا مقالے پڑھے ہیں اور انکے پیش نظر انکی حمایت میں یا رد میں مجھے کیا کہنا ہے؟ یہی تو معنیٰ ہے حَتَّی تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ کی یعنی دوران صلوٰۃ ممبران کی طرف سے پیش کردہ مقالوں پر سوال و جواب بھی کرنے ہوتے ہیں" قرآن حکیم کی جانب سے صلوٰۃ کی پیش کردہ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ مملکت کا نظام چلانے کی اصطلاح ہے یہ فارس والوں کی نماز نہیں ہے جسمیں رکوع میں جاتے وقت بغلوں سے پیچھے کی عورتوں کو دیکھا جائے!!!

صلوٰۃ قائم کرنے کیلئے کوئی دل گردے والا اور نڈر آدمی چاہیے

نماز تو ہر بزدل اور ڈرپوک آدمی بھی پڑھ سکتا ہے۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللَّهَ فَعَسَى أُولَـئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ (9-18) مساجد کی تعمیر وہ لوگ کرسکتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں نیز صلوٰۃ کو قائم رکھتے ہوں (ایسی اقامۃ صلوٰۃ جس سے لوگوں کو دیں سامان پرورش (اور ان کاموں کے انجام دینے میں) اللہ کے

سواء کسی سے نہ ڈرتے ہوں، پھر ایسے ہی لوگوں سے توقع رکھیں کہ یہ ہادی بن سکیں گے۔

جناب قارئین! پورے قرآن میں اللہ کا اسم گرامی اسم ذات "اللہ" میری گنتی کے حساب سے اندازاً دو ہزار سات سو بار تکرار سے استعمال ہوا ہے، ان جملہ استعمالات میں اللہ کی کئی اوصاف سے رب پاک کا یہ اسم ذاتی موصوف ہوا ہے لیکن کہیں بھی کسی ایک جگہ پر بھی اسے صفت اکبر کے ساتھ قرآن میں موصوف قرار نہیں دیا گیا، یہ صرف اسلئے کہ اکبر بروزن افعل یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے جسکی معنیٰ میں جو بڑائی کی زیادتی متصور ہوتی ہے تو اسکی ایک لازمی خاصیت علم صرف میں یہ ہوتی ہے کہ اس موصوف کے مقابلہ میں اس صفت والا ایک چھوٹا اللہ اور دوسرے درجہ کا موصوف اللہ بھی ہونا چاہیے، یعنی اللہ اکبر کے مقابلہ میں ایک چھوٹے اللہ کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ اس اللہ اصغر کے مقابلہ میں ہی اللہ کو اکبر کہا جاسکیگا، اگر اللہ اصغر نہیں ہوگا تو اللہ کو اسم تفضیل کے وزن کی صفت اکبر سے پکارا نہیں جاسکے گا۔ علم صرف یعنی عربی زبان کے گرامر کے اس قائدہ کے بعد اب غور کیا جائے کہ آتش پرست مجوسیوں کے ہاں سے لائی ہوئی نماز کے ارکان قیام، رکوع، سجود، قعدہ ان سب کی تبدیلی غیر قرآنی شرکیہ جملہ اللہ اکبر سے ہی ہوتی ہے، اب بتایا جائے کہ اس مروج نماز کو صلوٰۃ کے ترجمہ میں کیونکر قبول کیا جائے اور اس فارسی نماز کو قرآن کی عطا کردہ صلوٰۃ کی معنیٰ میں کیونکر قبول کریں جو صلوٰۃ کی اصطلاح قرآن کے منشور حیات، منشور کائنات کے نظم و نسق کو قائم کرنے کی معنیٰ میں دی گئی ہے، سو اسکی معنیٰ میں نماز کو کیونکر درست تسلیم کریں؟ لفظ 'صلوٰۃ' عربی صرف و نحو میں مشتق صیغہ ہے جسکے کئی اشتقاقات ہیں کئی گردانوں میں اسکے صیغے منتقل ہوتے ہیں، جس سے اس لفظ کی معانی میں اپنے سیاق سباق کے مطابق حکومتی نظم و نسق چلانے کی ضروریات کے مطابق جملہ مطلوبہ مفاہیم دینے کی صلاحیت ہوتی ہے جبکہ اسکے ترجمہ میں لایا گیا لفظ "نماز" جامد ہے اس لفظ کے اشتقاقات فارسی زبان کے

گردانوں میں بھی استعمال نہیں ہوسکتے۔ علاوہ ازیں امامی روایات کے علم حدیث کو قرآن کا تفسیر مشہور کیا گیا ہے، جبکہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب کے تفصیل و تبیین کا معاملہ خالص اپنے ذمہ پر لیا ہوا ہے (11-1) (19-75) اگر امامی من گھڑت روایات کو ہم جناب رسول کی احادیث قبول کریں تو سارے عالم اسلام کے حدیث پرستوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایک بھی ایسی حدیث سارے ذخیرہ احادیث میں سے دکھائی جائے جو جناب رسول علیہ السلام نے اس میں پہلے قرآن حکیم کی کچھ آیات، درس قرآن دینے کی طرز پر تلاوت فرمائی ہوں پھر انکی تعلیم و تدریس کے ذریعہ سے (3-164) انکی تفصیل سکھائی ہو، اور جبکہ جناب رسول علیہ السلام بھیجے ہی اسی کام کیلئے گئے تھے۔ اگر رائج الوقت صدیوں سے جاری یہ نماز قرآن حکیم کے لفظ الصلوٰۃ کا ترجمہ ہے یا تعبیر اور تفصیل ہے جسکی نسبت جناب رسول علیہ السلام کی فرمودات کی طرف کی جاتی ہے تو بتایا جائے کہ آج کی اس نماز کیلئے حدیثوں میں جابجا مسجد کا ذکر ہے تو پورے قرآن میں کسی ایک جگہ پر بھی صلوٰۃ لفظ جو ننانوے بار استعمال ہوا ہے ان میں اسکے ساتھ مسجد کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ صلوٰۃ کے ساتھ قرآن میں کہیں بھی اذان کا لفظ کیوں نہیں ہے؟ جناب رسول اللہ نے اگر اپنی حدیثوں میں قرآن کے لفظ الصلوٰۃ کا ترجمہ یا مفہوم رائج الوقت نماز کیا ہے تو نماز کیلئے امام کا ہونا پھر اسکے پیچھے لوگوں کا صف باندھ کر قطار میں کھڑا ہونا کس آیت میں لکھا گیا ہے؟ اور شروع نماز میں تکبیر کہنا وہ بھی اللہ اکبر کے شرکیہ جملہ کے ساتھ یہ کس آیت میں لکھا گیا ہے؟ جناب رسول کے دینی فرمودات کیلئے اللہ نے شاہدی دی ہوئی ہے کہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (3-4-53) یعنی اللہ کا رسول دینی تعلیم کی باتیں اپنی طرف سے نہیں بتاتا اسکی تعلیم دین خالص علم وحی والی ہے جو اسے خود اللہ نے سکھائی ہے (5-53) پھر تفسیر رسول تو خود متن قرآن ہوا، اتحاد ثلاثہ کے اماموں کی گھڑی ہوئی حدیثیں تفسیر قرآن نہیں ہوئیں، پورے قرآن میں صلوٰۃ کے ساتھ رکوع کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ میدان جنگ میں اگر کمانڈر

اگلے مورچوں پر اپنے سپاہ کو جنگی حکمت کی تعلیم کے اجتماع کیلئے اجتماع صلوٰۃ (4-102) قائم کرتے ہیں تو اس میں سپاہیوں کے سجدہ کا ذکر ہے (4-102) کمانڈر کے سجدہ کا ذکر ہی نہیں ہے، اس سے بھی ثابت ہوا کہ سجدہ کی معنیٰ (16-50) قائد کی تعلیم کی تعمیل کرنی ہے، فارسی نماز والا مروج سجدہ نہیں ہے۔

جناب قارئیں! قرآن حکیم میں صلوٰۃ کو قائم کرنے کے عمل کو ایتاء زکوٰۃ کے ساتھ بیس بار سے زیادہ بار استعمال کیا گیا ہے یعنی صلاۃ کے عمل سے جگ جہان کے لوگوں، ہندو مسلم، سکھ عیسائی یعنی کافروں تک کو بھی سامان رزق مہیا کرنا ہے۔ اور جبکہ صلاۃ کا عمل ہے ہی حکومت کی بیوروکریسی کی ذمہ داری (22-41) (14-15-87) (107) سو ایسی کوئی حکومت نہیں جو صرف مسلم لوگوں کیلئے ہو اور غیر مسلم لوگوں کیلئے نہ ہو، جبکہ کعبۃ اللہ اور مکہ المکرمہ کی مسجد الحرام کو بھی اللہ کی طرف سے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں انسان ذات کے جملہ مذاہب والے مسلم غیر مسلم لوگوں کیلئے بنایا گیا ہے (3-96) جبکہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام بھی جملہ مسلم وغیر مسلم انسانوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں، اللہ سب کیلئے اللہ کا رسول سب کیلئے کعبہ سب کیلئے ہے قرآن سب کیلئے ہے (2-185) تو قانون قرآن کے نفاذ کی چابی اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ بھی سب کیلئے ہوگی اور ہے۔ فقط مجوسیوں کے ہاں سے درآمد شدہ آگ کی پوجا کیلئے ایجاد کردہ نماز ہی ایسی چیز ہے جو اجتماعی نہیں انفرادی ہے نماز اللہ اور بندے کی بیچ کا معاملہ ہے جس نماز والی پوجا سے اللہ بے نیاز بھی ہے، عبادت کی معنیٰ اللہ کا عبد بن کر اسکے احکام اوامر اور نواہی کو ماننا اور انکی تعمیل کرنا ہے۔ اللہ کے جملہ احکامات کا تعلق انسانوں کے مسائل حیات اور حوائج دنیا سے ہے، اللہ اپنی پوجا کرانے کی کوئی غرض اور ہوس نہیں رکھتا وہ کسی بھی پھنے خان کے رکوع وسجدہ سے بے نیاز ہے انسان کی کیا مجال اور حیثیت ہے جسکے رکوع سجدہ کی اللہ کو محتاجی ہو وہ تو غنی عن العالمین ہے اور جو انسان اللہ کے حکم وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (2-3)

اپنی آمدنی محتاجوں پر خرچ نہیں کرتا اور جمع مال کیلئے ہر وقت سرگردان رہتا ہے اللہ کو ایسے کنجوسوں کی نماز، سجدہ اور رکوع کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ نے اپنی کتاب قرآن تو لوگوں پر حکمرانی کیلئے بطورِ منشور نازل کی ہے (105-4) لیکن اتحاد ثلاثہ کے اماموں نے امت مسلمہ سے قرآن چھین کر انہیں ایسی متصوفانہ روایات پکڑادیں ہیں جن کے لئے اقبال نے اپنے مضمون شیطان کی مجلس شوریٰ میں لکھا ہے جس میں وہ اپنے کارکنوں کو کہتا ہے کہ:

مست رکھو ذکر و فکر و صبح گاہی میں انہیں

پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں

اوقات صلوٰۃ

محترم قارئین! علم روایات کے پیروکار لوگ پانچ نمازوں کے اوقات کے متعلق قرآن حکیم کی آیت إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (103-4) کو دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ رائج الوقت پانچ اوقات نماز قرآن سے ثابت ہیں جبکہ اس آیت کریمہ میں تو اوقات خمسہ کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ ہم ایسا استدلال کرنے والے علماء کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ کی یہ علمیت تو جاہلوں کو بہکانے اور پھسلانے کیلئے ہے، ہماری جو دعویٰ ہے کہ قرآن اپنے احکام و قوانین کی تفصیل آپ بیان کرتا ہے تو آپ کی والی امپورٹڈ نمازوں کیلئے قرآن حکیم میں صلوٰۃ کے ساتھ نہ پانچ کا عدد ہے اور نہ ہی انکے لئے جدا جدا پانچ اوقات کا ذکر ہے، سو ذرا متوجہ ہوں تو ہم قرآن حکیم سے قرآنی صلوٰۃ کے اوقات پوچھ کر آپکو اور دنیا والوں کو پیش کر کے بتاتے ہیں، جیسے کہ ہم نے لفظ صلوٰۃ کی معنیٰ قرآن کے حوالہ سے (32-31-75) مضمون کے شروع میں بتادی ہے تابعداری کرنا۔ پیچھے پیچھے چلنا۔ یعنی قرآن کے دئے ہوئے قوانین کی پیروی کرنا، تو یہ معنے بطور اصطلاح بھی ہوئی کہ قرآن کے دئے ہوئے نظام کی ڈیوٹی ادا کرنا، رہا معاملہ کہ ڈیوٹی کے اوقات قرآن حکیم نے کون کونسے بتائے ہیں، سو یہ بات تو ہر ایک جانتا ہے کہ ہر ریاست،

حکومت، مملکت کے نظام چلانے کیلئے کئی سارے محکمے ہوتے ہیں، ان میں سے محکمہ صحت، محکمہ مواصلات، محکمہ لا اینڈ آرڈر وغیرہ کی ڈیوٹیاں چوبیس گھنٹے ہوا کرتی ہیں۔ مطلب کہ بین الاقوامی لیول کا اوسطاً یہ قانون مانا ہوا ہے کہ کل وقتی کام کے محکموں کی تین شفٹوں کی ڈیوٹیاں آٹھ آٹھ گھنٹوں کے حساب سے چوبیس گھنٹوں کے اندر ہوا کرتی ہیں سو قرآن حکیم نے جملہ شفٹوں کا احاطہ کرتے ہوئے جناب رسول علیہ السلام کو سمجھایا کہ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (78-17) یعنی قائم کر نظام صلوٰۃ کو سورج کے سرکنے سے لیکر رات کے کالک تک اور فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا بھی دائمی معمول بناؤ۔ اسلئے کہ صبح کو (دماغ تازہ دم ہوتا ہے) صبح کے وقت پڑھے ہوئے حقائق مشہود فی الذہن ہو جایا کرتے ہیں۔

جناب قارئین! اس آیت کریمہ میں کم سے کم اوقات کار کی دو شفٹیں تو آگئیں میں بطور جملہ معترضہ عرض کروں کہ صلوٰۃ نماز نہیں ہے، نماز کے پانچوں اوقات کی جملہ سترہ رکعات کے پڑھنے کا کل وقت پونے ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا، جبکہ ابھی کی اس آیت کریمہ میں قرآن حکیم کی اس عبارت کی ترکیب پر غور کریں کہ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل یعنی صبح کو سورج ابھرنے سے لیکر رات کی کالک تک صلوٰۃ کو قائم رکھ۔ دیکھا آپ نے کہ اس ترکیب میں اقامۃ صلوٰۃ کے عمل میں تسلسل ہے اور ساتھ ساتھ اکائی اور وحدت بھی ہے، پوری آیت کریمہ میں فجر کے لفظ کے حوالہ سے آٹھ گھنٹوں والی تینوں شفٹیں آجاتی ہیں فجر کے وقت کی صلوٰۃ کی وضاحت آپ کو تصریف آیات کی روشنی میں من قبل صلوٰۃ الفجر۔ آیت (58-24) میں ملے گی۔ آیت (78-17) کی ورڈنگ میں دلوک شمس سے لیکر رات گئے تک کی بات کی گئی ہے اس میں عبارت واضح ہے کہ یہ دس دس منٹوں والی پانچ نمازیں نہیں ہیں۔ کسی فارسی روایات پرست کو اگر میری گذارش کہ صلوٰۃ کا عمل مسلسل چوبیس گھنٹے جاری رکھنا ہے، سمجھ میں نہ آئے تو وہ

آیت (130-20) پر غور کرے جس میں محکمہ جاتی اوقات اور شفٹوں میں کام کی تقسیم اور اوقات کا تعین یہ آپ کی عقل وفہم کے حوالہ سے ہوگا، باقی قرآن نے چوبیس گھنٹوں کے احاطہ کی بات اور ڈیوٹیوں کے تسلسل کی ہدایت آیت فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاء اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى (130-20) میں اس انداز سے کی ہے کہ دشمنوں کی ہفوات کی پرواہ نہ کرو اپنی ڈیوٹیوں کو جم کر سنبھالتے رہو اتنا جو رات کے اوقات اور دن کے اطراف مطلب کہ صبح شام ایک کرکے رات و دن کو ایک کرکے مسلسل ڈیوٹی کے لئے فسبح یعنی ہمہ تن عمل میں رہو۔ قرآن حکیم نے اس حکم کو اگلی والی آیت میں مصلی بیوروکریٹوں کو اپنی ڈیوٹیوں میں رشوت کے قریب جانے سے بھی بڑی حکمت سے روکا ہے کہ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى (131-20) یعنی اے مخاطب قرآن! اپنی نظروں کو مخالف امیروں کے ٹھاٹھ کی طرف نہ بڑھاؤ یہ ان کی خوشحالی تو انکے لئے گلے میں پڑنے والا ایک امتحان بھی ہے، لیکن رزق ربک خیر آپ کے رب کا آپ کو دیا ہوا نظام ربوبیت والا رزق یہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے دشمنوں کی مالداری یہ چاردن کی چاندنی ہے اس لئے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى (132-20) آپ اپنے پیروکاروں کو اپنی نظریاتی ٹیم اور پارٹی ورکروں کو نظام صلوٰۃ کو دائمی طور پر قائم رکھنے کا حکم دیں آپ سے ہم اپنے لئے کسی رزق وروزی کا مطالبہ نہیں کررہے، اور آپ اپنے لئے بھی پریشان نہ ہوں نحن نرزقک ہمارا نظام ربوبیت، ہمارا آپ کو بتایا ہوا نظام صلوٰۃ آپ کے رزق کا بندوبست کریگا، خوشحالی والا انجام آنیسٹ لوگوں کیلئے ہے جو کرپشن کے نتائج سے خوف کھانے والے ہونگے۔ (132-20) محترم قارئین! ہم بات کررہے ہیں کہ صلوٰۃ رات دن چوبیس گھنٹے ہے اور

پانچ نمازوں کی سترہ رکعات کا کل وقت پونے ایک گھنٹہ سے بھی کم، سو ہم قرآن حکیم سے آپکی خدمت میں اوقات صلوٰۃ کے یہ حوالہ جات عرض کررہے ہیں آپنے آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِي لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (9-62) میں اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ صلوٰۃ اور ذکر اللہ ہم معنیٰ اور مترادف بھی ہے تو اسکے بعد آیت وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ (205-7) یعنی ذکر کر (یاد کر) (صلوٰۃ قائم کر) اپنے رب کے نظام ربوبیت کی بغیر لاؤڈ اسپیکروں کے جھکاء اور عاجزی سے صبح شام اور آپ کے اوپر غفلت کی ایک گھڑی بھی نہ آئے، محترم قارئین! آپ جب قرآن کو مرے ہوئے لوگوں کے ایصال ثواب کی کتاب سمجھ کر پڑھیں گے تو پھر علم روایات کی معنوی تحریفات کی تعبیریں آپ کو درست نظر آئیں گی لیکن اگر جو قرآن کو هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ (185-2) سمجھ کر پڑھیں گے یعنی انسان ذات کی ہدایت کیلئے نازل کردہ اور وہ بھی انکے معاشرہ اور مملکت کے نظام سے متعلق ہدایت کے دلائل سے بھرپور کتاب سمجھ کر پڑھیں گے تو اس کتاب کی صحیح معانی تک آپ پہنچ جائیں گے، وہ بھی تصریف آیات کے ہنر سے قرآن حکیم خود آپ کو سمجھائے گا، علم کی دنیا میں جو فن حدیث کی روایات، دین سمجھنے کیلئے پڑھی پڑھائی جارہی ہیں ان لاکھوں حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی جناب رسول اللہ کی فرمائی ہوئی نہیں ہے اسلئے کہ رب تعالیٰ نے اپنے نبی پر تفہیم دین کیلئے اپنی طرف سے کوئی بھی حدیث بتانے اور سنانے پر بندش عائد کی ہوئی تھی پھر کوئی بتائے کہ جناب رسول علیہ السلام اللہ کی طرف سے اپنی حدیثیں بتانے پر بندش کے بعد لوگوں کو کیونکر قرآن کے علاوہ اپنے الفاظ میں دین سکھائیں گے، سو قارئین حضرات اس بندش والے آرڈیننس کو آیت کریمہ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى

إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (20-114) سے سمجھنے کیلئے غور و فکر کریں جس میں حکم ہے کہ بادشاہ حقیقی اللہ ہی ہے جو سب سے بلند ہے اسلئے اے میرے نبی قرآن کے مقابلہ میں اپنی طرف سے مسائل سنانے میں کوئی جلدی نہ کریں قبل اسکے کہ مسئولہ مسئلہ کے جواب میں بذریعہ وحی اسکی تکمیل نہ ہو۔ اگر سوال کرنے والوں کو جواب کی جلدی ہے تو آپ میرے حضور میں درخواست کریں کہ رب زدنی علما اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما،، اس آیت کریمہ کے پیش نظر صلوٰۃ کو نماز بنانے کی جتنی بھی اہل فارس کی بنائی ہوئی حدیثیں ہیں یا مسائل دین سے متعلق جتنی بھی حدیثیں ہیں وہ انکی اپنی بنائی ہوئی ہیں جناب رسول کے ساتھ ان روایات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اتحاد ثلاثہ یہود، مجوس ونصاریٰ کے امامی القاب والے دانشور بڑے گھاگھ قسم کے قرآن دشمن تھے جنہوں نے اپنی گھڑی ہوئی روایات کو جناب رسول کی فرمائی ہوئی حدیثیں مشہور کیا، نہ صرف اتنا بلکہ نبی کے مقرب اصحاب کے نام سے یہاں تک بھی حدیث بنا کر سنائی کہ ان فی البحر شیاطین مسجونة اوثقها سلیمان یوشک ان تخرج فتقرأ علی الناس قرآنا۔(کتاب مسلم جلد اول حدیث نمبر 17) قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔ یعنی سمندر میں جناب سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو قید کیا ہوا ہے، قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنائیں۔

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ ان حدیث سازوں کی کھوپری میں قرآن کی کیا حیثیت ہے جو انکی روایات نے بتایا کہ قرآن سنانے والے شیطان لوگ ہیں۔ اسکی معنیٰ گویا کہ انہوں نے یہ بھی سمجھائی کہ صحیح ہدایت والے لوگ انکی بنائی ہوئی حدیثیں سنائیں گے اور جو لوگ قرآن سنائیں وہ شیطان ہونگے۔

عدالت میں نئے سول کیس کی رجسٹری کا طریقہ کار

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ

فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ (5-106) (خلاصہ) یعنی اے ایمان والو! تمہارے بیچ میں شاہدی کا بندوبست ہونا چاہیے جب کسی کو موت قریب آپہنچے، وصیت کرنے کے وقت دو عدد گواہ اپنوں میں سے عدل و انصاف والے ہوں یا کوئی اور دو ہوں تم میں سے غیر لوگ۔ جب تم حالت سفر میں ہو اور اس دوران موت آن پہنچے تو ان دونوں گواہوں کو روکے رکھیں کورٹ کے ٹائیم کی معمول والی ڈیوٹی کے بعد تک، یعنی نیا کیس روزمرہ کی یومیہ ڈائری والے مقدمات کے نمٹ جانے کے بعد میں داخل کرنا ہے۔ پھر یہ دونوں شاہد اللہ کو حاضر وناظر قرار دیتے ہوئے یہ قسم اٹھائیں گے کہ ہم اپنی شاہدی بدلنے کی کوئی رقم وغیرہ نہیں لینگے خواہ ہمیں خریدنے والا کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اور ہم اللہ کی خاطر دی جانے والی شاہدی کو چھپائیں گے بھی نہیں اگر ہم نے ایسے کیا تو ہم مجرم ہونگے (خلاصہ ختم) یہاں آیت کریمہ میں قریب المرگ زندہ یا فوتی کی وصیت کا بیان کورٹ میں رجسٹر کرانے کا طریقہ کار قرآن حکیم نے سمجھایا ہے اس میں آیت کریمہ کی خاص بات غور طلب یہ ہے کہ نیا کیس عدالت کے پہلے سے اس تاریخ کے لئے طئے شدہ مقرر مقدمات جنکی لسٹ پیشگی تیار کی جاتی ہے انہیں بھگتانے کے بعد نیا مقدمہ داخل دفتر کرنا ہے۔ اور اس آیت کریمہ کی روشنی میں نئے کیس کے اندر جن شاہدوں کی شہادت کا ذکر کیا گیا ہے تو کیس داخل کرنے والا جج کیس داخل کرتے وقت شروع میں ہی آیت میں سکھایا ہوا حلفیہ بیان رجسٹری سے پہلے ان سے لے گا اسکے بعد کیس کی انٹری اور رجسٹریشن کی جائے گی۔ اب ہم قارئین کی توجہ آیت کریمہ میں استعمال کردہ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ (5-106) کی معنیٰ ومفہوم کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جناب والا جتنے بھی مترجمین قرآن عمومی طور پر روایات کے تابع قرآن کا ترجمہ وتفسیر کرنے والے ہیں ان سب نے سواء مولانا عبید اللہ

سندھی کے یہ ترجمہ کیا ہے کہ شاہدوں کو نماز کے بعد تک روکے رکھیں یعنی نماز کے بعد ان سے شاہدی کا بیان سنیں۔ میں ان مترجمین کے نام کتنے گنواؤں امام عبید اللہ سندھی کے استاد شیخ الہند محمود الحسن مرحوم نے بھی لفظ نماز کو ترجمہ میں لایا ہے۔ قارئین کی اطلاع کی خاطر عرض کروں کہ امام عبید اللہ سندھی نے اپنے سندھی تفسیر (مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی جامع مسجد صدر حیدرآباد) میں سورۃ آل عمران کے ایک مقام پر لکھا ہے کہ شروع اسلام میں اسلام کے اندر نماز نہیں تھی یہ بعد والے نیک بخت لوگوں کی لائی ہوئی ہے۔ سندھی صاحب کا یہ انکشاف متن قرآن کے حوالہ سے نہیں ہے یہ اسکا قرآن کی جنرل آبزرویشن کا ماحصل معلوم ہوتا ہے، میں تو براہ راست آیت کریمہ (5-106) کے متن کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ آیت میں پہلے نمبر پر قریب المرگ آدمی کیلئے وصیت کرنے کی فرضیت اور لزوم ثابت ہوئی ہے، دوسرے نمبر پر اپنوں یا پرایوں میں سے ہر صورت دو عادل شاہدوں کی دستیابی کا لزوم آیت سے ملا ہے، تیسرے نمبر پر شاہدوں کی شاہدی کے بیان کی رجسٹری کیلئے عدالتوں کی یومیہ ڈائری والے مقدمات کے بعد نئے کیس کے داخلہ کی بات ملی ہے اور چوتھے نمبر پر یہ بھی کہ شاہد لوگ شاہدی کے بیان میں کیا کیا کہینگے؟ یہ بھی قرآن نے سمجھایا، پانچویں نمبر پر قرآن نے یہ بھی اس آیت میں سمجھایا کہ شاہدوں کا ایسا بیان بھی کلی طور پر دائمی اور لازمی نہیں ہے یہ صرف اس وقت ہو جب وصیت کرنے والوں کو شاہدوں پر بے اعتمادی ہو، اب کوئی بتائے کہ آیت کریمہ (5-106) میں یہ سب امور تفصیلی طور پر جب عدالت کی کارروائی سے متعلق ہیں تو شاہد لوگوں کو وہ بھی نئے مقدمہ داخل کرنے کے وقت نماز کے بعد تک روکے رکھنے کی کیا معنیٰ؟ آفیس ٹائیم قرآن کے حساب سے صبح سے لیکر غسق اللیل تک ہے اس دوران تو مروج نمازوں کے چار عدد اوقات آجاتے ہیں پھر شاہدوں کو کونسی نماز تک روکے رکھنا ہوگا؟!!! سو یہاں بعد الصلوٰۃ سے مراد یومیہ ڈائری والے مقدمات کے پورے ہو جانے کے بعد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (33-56) اس آیت کریمہ میں اللہ اور ملائکہ کی صلوٰۃ جناب رسول کیلئے کی معنیٰ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ انقلاب کیلئے اپنے اوپر مقرر کردہ فرائض کی جو بہترین ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں تو اسے اللہ اور اسکے ملائک خراج تحسین پیش کرتے ہیں اسکا ساتھ دیتے ہیں، سوائے ایمان والو! تم بھی اپنے رسول کی اسکے پروگراموں میں تابعداری کرو اور ساتھ دو۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (9-103) یعنی مومنین کے اموال سے صدقہ وصول کرو، ان واجبات کی وصولی سے ان کے دل و دماغ کی تطہیر کریں بہتر تعلیم اور تربیت کے ذریعہ سے اور جسمانی لحاظ سے بھی اچھی پرورش کریں۔ نیز انقلابی کاموں میں انکی کارکردگی پر انہیں خراج تحسین پیش کریں آپ کی شاباش سے انہیں سکون ملیگا۔

قرآن اپنے الفاظ کی معنیٰ خود بتاتا ہے

فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (19-59) اس آیت کریمہ میں لفظ الصلوٰۃ کو لفظ الشھوات کے مقابلہ میں لایا گیا ہے فن بلاغت کا انٹرنیشنل اصول ہے کہ تعرف الاشیاء باضدادھا یعنی چیزوں کی پہچان انکی ضد والی مخالف چیزوں سے کی جاتی ہے جیسے سردی کی گرمی سے روشنی کی اندھیری سے دن کی رات سے، تیز رفتاری کی سست رفتاری سے بالائی کی زیریں سے نرمی کی سختی سے سو قرآن حکیم نے اس قائدہ کی روشنی میں اپنے کئی سارے الفاظ کی معانی اسی تقابل اور تضاد کے ذریعہ سے سمجھائے ہیں تو اپنے عظیم اصطلاحی لفظ الصلوٰۃ کی معنیٰ بھی آیت کریمہ (19-59) میں اسکے مخالف المعنیٰ لفظ الشھوات کے تقابل میں لاکر سمجھادی کہ جب یہ طئے ہے کہ شھوات کی معنیٰ نفسانی خواہشات کی آوارگی اور ہر قسم کی بے راہ روی (7-81) بے لغام بے مہار جدھر چاہا بہک گیا ہے (4-27) تو اسکے مقابل لفظ الصلوٰۃ کی معنیٰ اس تقابل

سے از خود یہ متعین ہو گئی کہ ایک فریم میں ایک نظام میں، اصولوں اور قوانین کے دائرے
میں پابند ہو کر خاص اسکے پیچھے پیچھے چلنا۔

مصلی اور مقام ابراہیم

جناب قارئین! دشمنان اسلام و قرآن نے جو قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ میں
معنوی تحریفات کی ہیں انہیں مٹرک کا شاگرد بھی پرکھ سکتا ہے، لیکن افسوس کہ چودہ اٹھارہ
علوم کے دستار بند اور مفتیاں کرام نے قرآن کے ساتھ دشمنوں کی چیرہ دستیوں کی طرف
کوئی توجہ نہیں دی، اب غور فرمائیں آیت نمبر (2-125) میں یہ کہ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ
مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ (2-125) یعنی ہم نے جب مسجد بیت الحرام کو انسانوں کے لئے ان کی مشکلات
بر آری کیلئے بار بار لوٹ کر آنے کیلئے امن دینے والا مرکز بنایا تو تم لوگ بھی اس ابراہیمی
منصب کی رینج اور دائرے کے حساب سے اسکی اتباع کرو، یہ معنیٰ میں نے قطعاً اپنے خیال
سے نہیں کی یہ معنیٰ خالصتاً اس آیت سے پہلی والی آیت (2-124) کی روشنی میں کی ہے
اسپر آپ بھی ذرا غور فرمائیں فرمان ہے کہ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (2-124)
یعنی جناب ابراہیم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو جمیع انسانوں کا امام، قائد اور
پیشوا بنا رہا ہوں۔ اسکے بعد والی آیت (2-125) میں حکم دیا کہ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ
إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (2-125) یعنی تم بھی ابراہیم کو ملے ہوئے منصب مرتبہ (یعنی جملہ
انسانوں کی قیادت والے) مقام کے حساب سے اسکی تابعداری کرو، یعنی گروہی نسلی قبائلی
قومی علاقائی عصبیتوں سے بالاتر ہو کر انسان ذات کے حوائج اور مصائب میں انکی دادرسی کرو،
میں نے ابھی عرض کیا کہ اس معنیٰ کو مٹرک کا طالب علم بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے آیئے
دیکھیں کہ وہ کیسے؟ کسی بھی ثانوی لیول کے شاگرد کو آیت نمبر 124 میں جب آپ پڑھائیں

گے کہ اللہ عزوجل نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انی
جاعلک للناس اماما، اے ابراہیم میں آپکو ذات انسان کا امام بنا رہا ہوں! پھر اسکے بعد
بلادیر آیت نمبر 125 کا ترجمہ پڑھاتے ہوئے جب اسی شاگرد سے فی الفور پوچھا جائیگا کہ
واتخذ وامن مقام ابراہیم مصلی کے جملہ میں جناب ابراہیم کو جو مرتبہ مقام اور
منصب بتایا گیا ہے وہ کونسا مقام ہے؟ تولامحالہ شاگرد جواب دیگا کہ انسان ذات کی امامت اور
پیشوائی کا! جب بھی قرآن سمجھنے کیلئے کوئی بھی شخص اپنی دل دماغ اور آنکھوں پر امامی علوم
کی پٹی باندھکر قرآن پڑھے گا اور اس میں اللہ کی تعبیر و تفصیل کردہ رہنمائی (11-1) سے
فائدہ نہیں اٹھائیگا تو وہ قرآن کی فہم میں اسکی حق ادائی نہیں کرسکیگا۔ میں بڑے افسوس اور
شرمساری سے یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ علماء دین میں سے میرے پسندیدہ اور آئیڈیل علماء
کرام مولانا محمود الحسن شیخ الہند اور جناب امام الہند ابوالکلام آزاد نے بھی اپنے تراجم میں
مقام ابراہیم مصلی کی معنیٰ کعبہ کے دیواروں کی چنائی کیلئے کعبۃ اللہ کے ایک کونہ پر جو ایک
شیشہ کی برجی میں جناب ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات والا فرضی اور جعلی پتھر
رکھا ہوا ہے اسے مقام ابراہیم قرار دے کر وہاں نماز پڑھنے کیلئے مصلیٰ بچھانے کا حکم دیا گیا
ہے۔

جناب قارئین! اس غلط فہمی اور غلط ترجمہ کا سبب ان جید عالموں کی ذہنی کمزوری
نہیں ہے، انکی یہ غلطی صرف اس وجہ سے ہے کہ ان لوگوں نے فہم قرآن کا ذریعہ اللہ کی
تعلیم و تفہیم کے بجاء (11-1) امامی روایات کو قرار دیا ہے۔

جناب لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو کہا کہ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ
بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ
عَزْمِ الْأُمُورِ (31-17) یعنی اے میرے بیٹے نظام صلوٰۃ کی ڈیوٹیوں کو قائم رکھ
معروف باتوں کا حکم دیا کر اور منکر باتوں سے روکا کر (ان تینوں چیزوں سے دنیا کے لچے لوگ

آپ کو مصیبتوں میں جکڑ دینگے) سو جمکر مصیبتوں سے ٹکرانا یہی وطیرہ ہے ان معاملات میں صاحب عزم بہادر لوگوں کا۔

قرآن حکیم میں پانچ مقامات پر رب تعالیٰ نے اقامة الصلوٰة کے عمل سے رزق کی ٹوٹل بجٹ خرچ کردینے کا حکم دیا ہے یعنی ذخیرہ اندوزی سے روکا ہے (2-3) (8-3) (13-22) (14-31) (22-35) قرآنی صلوٰۃ کی یہی بات ذخیرہ اندوز لوگوں کو نہیں بھاتی اسلئے وہ اغنیا لوگ قدم قدم پر اَرَاَيْتَ الَّذِي يَنْهَى۔ عَبْدًا إِذَا صَلَّى (96-10) یعنی ہر صلاۃ قائم کرنے والے بندے کی راہ میں رکاوٹ ڈالینگے پھر ان تونگروں کے مقابلہ میں مصلی لوگوں کا یہ جواب ہوگا کہ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (6-72) ہمیں آرڈر دیا گیا کہ ہم رب العالمین کے نظام ربوبیت کو تسلیم کریں اور اس کے لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اسکی انحرافی سے ڈرتے ہوئے اسکی پیروی کریں اتباع کریں صلوٰۃ قائم کریں اللہ وہ ذات ہے جسکی جانب تمہیں اٹھایا جائے گا۔

جناب قارئین! غور فرمائیں کہ قرآن حکیم میں جس جس مقام پر صلوٰۃ کا لفظ آرہا ہے اس میں تو نظام کائنات کے مسائل اور خلق خدا کو رزق کی سپلائی کی بات ہے اور اسکی پرورش کا ہی بحث ہو رہا ہے سو اس قرآنی اصطلاح صلوٰۃ سے امامی علوم کی نماز کا کوئی بھی جوڑ نہیں مل رہا، کیوں کہ نماز کے اجتماعات میں خلق خدا کو رزق رسانی کے معاملہ کی کوئی ایجنڈا نہیں ہوتی۔

محترم قارئین! صلوٰۃ کی اقامۃ پر دنیا والے آپکی مخالفت کریں گے آپکے خلاف ایک طرف آپ کی مذاق اڑائی جائے گی وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ (5-58) دوسری طرف آپ کو معاشرہ والوں کے سامنے ہلکان اور جیسا ویسا ثابت کرنے کیلئے آپکی دعوت صلوٰۃ اور مشن کو جسکا تعلق معاشی مساوات سے ہے اسے کھیل تماشہ سے تعبیر کرینگے جبکہ یہ مذاقیں سرمایہ پرست لوگ موجودہ مساجد والے نمازیوں کے ساتھ نہیں کر رہے اسلئے سوچو اور سمجھو کہ نماز اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز ہے یعنی یہ پانچ وقت والی نمازیں اتحاد ثلاثہ یہود مجوس و نصاریٰ کے امامی ناموں والے حدیث سازوں، فقہاء نام کے دانشوروں

نے ان نمازوں کو صلوٰۃ کی معنٰی میں ڈھالا ہے، جو سب کے سب قرآن دشمن لوگ ہیں ان پر میرے اس الزام کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے علم روایات سے استنباط کر کے فقہی مسائل دین تو تیار کئے ہیں لیکن قرآن سے فقہ سازی نہیں کی!! اسی وجہ سے تو رب پاک نے حکم دیا کہ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (30-31) یعنی صلوٰۃ قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ بنو! جناب! غور کیا کہ جو لوگ صلوٰۃ کی معنٰی نماز کر کے معاشرہ میں انہیں دین اور عبادت قرار دے رہے ہیں رب پاک انہیں اسلئے مشرک قرار دے رہا ہے کہ صلوٰۃ اللہ کی جانب سے ہے اور نمازیں اماموں کی جانب سے ہیں۔ لوگ صلوٰۃ کی معنٰی جو قرآن میں بتائی ہوئی ہے وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (2-3) رزق وروزی کی تقسیم والے نظام کی تابعداری کرنا۔ وہ نہیں کر رہے اور نہیں مان رہے اسلئے رب تعالیٰ نے انہیں مشرک قرار دیا ہے۔

نماز آسان ہے، صلوٰۃ مشکل

اس لئے تو رب تعالیٰ نے جناب رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (108) ہم نے آپ کو قرآن دیا ہے، دنیا والوں تک بذریعہ صلوٰۃ آپ جب قرآنی نظام ربوبیت پہنچائیں گے تو لوگ آپ سے لڑیں گے سو ایسی مشکلاتوں میں آپ بھی سینہ تان کر ان کو للکارنا، پھر آپ کے ایسے حوصلہ اور جرئت سے دشمن لوگ میدان جنگ میں مقابلہ کرنے سے دم دبا کر بھاگ جائیں گے۔

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ (20-130) دشمن اگر میڈیا کے ہتھیار سے آپ کا مقابلہ کریں تو آپ حوصلہ نہ ہاریں بلکہ جم کر اپنے نظریہ پر ڈٹے رہیں، اتنا جو دن رات ایک کر کے ہر وقت اپنے کام سے کام رکھیں دولتمندوں کی ٹھاٹھ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (20-132) اپنے پیروکاروں کو نظام صلوٰۃ جاری رکھنے کا حکم دیتے رہیں، دشمنوں کی رکاوٹوں کی پرواہ نہ کریں۔

مسجد کی معنٰی ہے جھکنے کی جگہ

یعنی جس جگہ سے جاری ہونے والے فیصلوں اور احکام کی تعمیل اور اطاعت کی جائے، یہ ہوئیں عدالتیں اور سرکاری دفاتر" تعمیر مساجد سے مراد یہاں کوئی لیٹسٹ ماڈل کے رعبدار محلات نہیں ہیں بلکہ تعمیر سے مراد حق وانصاف پر مبنی فیصلے اور فرامین ہیں، اگر جھگی قسم کی عدالت سے انصاف کے فیصلے جاری ہوں اور شاندار قسم کی ہیبتناک بلڈنگ کی عمارت سے ظلم اور ناانصافی والے فیصلے جاری ہونگے تو جھگی قسم کی عمارت والی عدالت ہمیشہ شاد وآباد رہے گی ظلم اور کرپشن پر مبنی فیصلے جاری ہونیوالے محل سے وہ بلڈنگ لوگوں کی نفرتوں کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ویران اور خس وخاشاک ہوجائیگی" یادرکھاجائے کہ ظالموں کے خلاف عدل وانصاف کے فیصلوں کی اتباع اور پیروی جسکو قرآن نے صلوٰۃ کہا ہے (9-18) ایسی صلوٰۃ کوئی حوصلہ مند نڈر اور جرئت والا آدمی ہی کرسکتا ہے، البتہ نماز تو ہر بزدل آدمی بھی پڑھ سکتا ہے۔